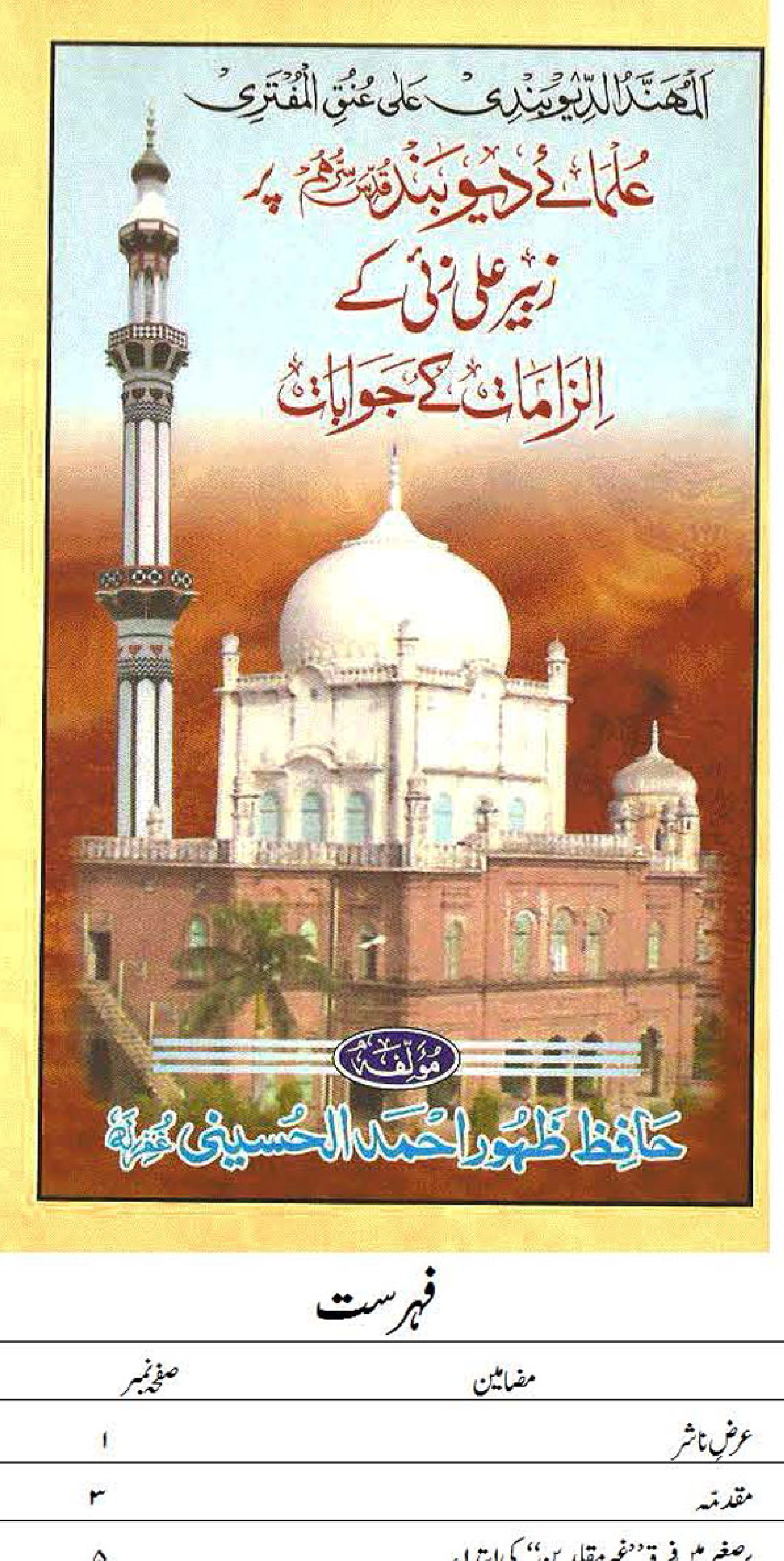

اَلْمُهَنَّدُ الدِّیُوْبَنْدِی عَلٰی عُنُقِ الْمُفْتَرِی
عُلمائے دیوبند قدس سرہم پر
زبیر علی زئی کے
الزامات کے جوابات
مؤلفہ
حافظ ظہور احمد الحسینی عفی عنہ

# فہرست

# عرضِ ناشر

الحمدللّٰہ ربّ العالمین، والعاقبۃ للمتقین، والصّلوٰۃ والسلامُ علی سیّدالانبیاء والمرسلین، سیّدنا ومولانا محمدٍ وّعلیٰ آلہ واصحابہٖ أجمعین۔ أمّا بعد:۔

ہر دور میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے دین کی خدمت ونصرت کا کام لیتا ہے، ۱۸۵۷ء کے بعد کا زمانہ مسلمانانِ برصغیر کے علمی اور اخلاقی انحطاط کا دور ہے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اکابر اہل السنّت والجماعت علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ کو خدمتِ دین کی سعادت بخشی، علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ نے تعلیم وتدریس، اخلاق وتربیت، اصلاح وارشاد، تصنیف وتالیف اور مناظرہ وجہاد ہر شعبہ دین میں مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی، علمائے دیوبند کی ان خدمات سے سب سے زیادہ ڈر انگریز حکومت کو تھا جو اپنی تمام قوت مسلمانوں کو بے دین بنانے پر لگا رہے تھے اس لئے انگریز نے علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ کے دینی کاموں میں رکاوٹ ڈالنے اور عوام وخواص کو ان سے دور رکھنے کے لئے خود مسلمانوں میں اپنے مفید مطلب لوگوں کو اپنا آلہ کار بنایا۔ انگریزی حکومت کے مقاصد کی تکمیل کے لئے جو لوگ سامنے لائے گئے ان میں اپنے آپ کو اہل حدیث کے نام سے شہرت دینے والے غیر مقلدین بھی ہیں۔

غیر مقلدین نے اپنے یوم پیدائش سے آج تک اہل السنّت والجماعت دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ پر طعن وتشنیع کو اپنا مقصد حیات بنایا ہوا ہے۔

غیر مقلدین کے اس فرقہ میں زبیر علی زئی، پیرداد، حضرو اٹک کا نام بھی نمایاں ہے جن کے زبان وقلم سے خیر القرون سے لے کر اس دور تک کے مخلص خادمانِ دین میں سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔ انہوں نے اپنے ایک رسالہ ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' میں اہل بدعت کی پیروی کرتے ہوئے اہل السنّت والجماعت علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ کو جس انداز سے نشانہ

تنقید بنایا، اپنے پیش رؤں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

یہ تحریر زبیر علی زئی کے علمائے دیوبند پر ان اعتراضات کی وضاحت ہے۔ اس تحریر میں جہاں زبیر علی زئی کے علمائے دیوبند پر اعتراضات کی وضاحت میں خود علمائے دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے ان کے عقائد کی وضاحت ہے وہیں سرکردہ غیر مقلدین کے حوالوں سے بھی ان مسائل میں غیر مقلد حضرات کے عقائد ونظریات پیش کیے گئے ہیں۔

غیر مقلدین چونکہ تقلید کو بُرا جانتے ہوئے اپنی غیر مقلدیت پر فخر کرتے ہیں اس لئے انہیں خود انہی کی پسند پر مختلف حوالہ جات کے تعارف میں ''غیر مقلد'' لکھا گیا ہے۔

''غیر مقلد'' حضرات میں بطور حوالہ کے ان حضرات کو پیش کیا جارہا ہے جو زبیر علی زئی کے بقول ان کے اُستاذ یا ان کے اساتذہ کے ممدوح ہیں تاکہ زبیر علی زئی صاحب اپنے قلم کے چھینٹوں کو ان اکابر غیر مقلدین پر اور اپنے آپ پر پڑتے ہوئے دیکھ کر اپنے رویہّ پر غور کریں۔ اس تحریر کا مقصد تنقید اور طعن وتشنیع نہیں بلکہ ان لوگوں کو یہ احساس دلانا ہے کہ ان مخلص اکابر اور خادمانِ دین پر اس متعصبانہ رویہّ کی وجہ سے اپنی عاقبت برباد نہ کریں۔

برادرم مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی زید مجدہ، پوری جماعت اہل السنّت علمائے دیوبند کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس مدلّل رسالہ میں ''فتنہ زبیر علی زئی'' کا بھرپور تعاقب فرمایا۔ اس سے پہلے موصوف کی تین کتابیں: ''رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ''مسنون نماز تراویح'' اور ''چہل حدیث مسائل نماز'' عوام وخواص سے دادِ تحسین وصول کرچکی ہیں۔ اور برادرم مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی دامت برکاتہم کی مزید تحقیقی تصانیف ''امام اعظم ابوحنیفہ کا محدّثانہ مقام''، ''تلامذہ امام اعظم ابوحنیفہ کا محدّثانہ مقام'' جس میں حافظ زبیر علی زئی کے افترائات کا مدلل، تحقیقی جواب ہے اور ''تناقضات اہل حدیث زبیر علی زئی'' جلد شائقین کے ہاتھوں میں ہونگی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

آخر میں حافظ زبیر علی زئی کے پیچھے نماز کا حکم خود غیر مقلدین خاصکر حافظ زبیر علی زئی کے

مذعومہ استاذ سیّد بدیع الدین شاہ راشدی کے فتویٰ سے واضح کر دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کی قدر کرنے اور ان کے اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

نثار احمد الحسینی غفرلہٗ

جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ / مئی ۲۰۰۸

مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، محلّہ زاہد آباد، حضرو، اٹک۔

نام کتاب:۔ اَلْمُهَنَّدُ الدِّیُوبَندِیُ عَلیٰ عُنُقِ الْمُفْتَرِیُ

مؤلفہ:۔ مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی دامت برکاتہم

کمپوزنگ:۔ مولانا حافظ محمد اسماعیل صاحب مدظلہ

''الارشاد کمپوزنگ سنٹر''، محلّہ زاہد آباد، حضرو، اٹک۔

ناشر:۔ مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم السلام، محلّہ زاہد آباد، حضرو، اٹک۔

طابع:۔ اُمّی پریس، لاہور۔

قیمت:۔ -/82 روپے

سالِ طباعت:۔ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ / مئی ۲۰۰۸ء

# مقدّمہ

غیر مقلّدین کی تاریخ

مذہب غیر مقلّدین

اکابر غیر مقلّدین کا اپنے مقلّدین سے شکوہ

علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے علم وتقوٰی اور عقیدہ

ومسلک پر اکابر غیر مقلّدین کی گواہی

زبیر علی زئی ایک متعصب غیرِ مقلّد

زبیر علی زئی کے اکابر علمائے دیوبند رحمہم اللہ

پر الزامات

المُهنّد الدّیوبندی علیٰ عُنُقِ المُفتری

# علمائے دیوبند قدس سرہم پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات



حافظ ظہور احمد الحسینی غفرلہٗ

فاضلِ جامعہ اشرفیہ، لاہور، وفاق المدارس العربیہ، پاکستان



مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، محلّہ زاہد آباد، حضرو، اٹک، پاکستان

فون: 0572,311400

باسمہٖ تعالیٰ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم، وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہٖ اجمعین۔اما بعد:۔

برصغیر (پاک وہند) میں جب سے اسلام آیا اور اسلامی حکومت قائم ہوئی، اس وقت سے لے کر ۱۸۵۷ء (جب انگریز نے اسلامی اقتدار کا خاتمہ کر کے اپنی حکومت قائم کی) یہاں کے سب مسلمان اہل السنّت والجماعت حنفی تھے۔ چنانچہ ''غیر مقلدین'' کے محقق اعظم مولانا نواب صدیق حسن خان صاحب اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر ''فتاویٰ ہندیہ'' یعنی فتاویٰ عالمگیری جمع کیا اور اس میں شیخ عبدالرحیم دہلوی والد بزرگوار شاہ ولی اللہ مرحوم کے بھی تھے'' [۱]۔

انگریز نے اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے اپنی شاطرانہ پالیسی ''Divide and Rule'' (لڑاؤ اور حکومت کرو) کے ذریعہ یہاں کے مسلمانوں میں افتراق وانتشار پیدا کیا تاکہ مسلمانانِ ہند آپس میں الجھے رہیں اور جہاد اور آزادی کی طرف ان کی توجہ نہ ہو سکے۔ چنانچہ اس وقت کی ملکہ برطانیہ ''مسز وکٹوریہ'' نے اپنے ایک اشتہار کے ذریعہ

---

[۱] ''ترجمان وہابیہ'' ص ۱۰، ۱۱

مذہبی آزادی کا اعلان کیا تا کہ اہل اسلام ایک مذہب کی بندھن سے آزاد ہو جائیں اور ان کا شیرازہ بکھر جائے۔

نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:

ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے اشتہار نے سب کو آزادی کا وعدہ دیا ہے [1]۔

اس مادر پدر آزادی کی علمائے احناف نے مخالفت کی اور حکومت برطانیہ کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا، ان کا رد کرتے ہوئے اور مسلمانانِ ہند کی تحریک آزادی کو انگریز کی اصطلاح میں ''غدر'' سے تعبیر کرتے ہوئے نواب صاحب لکھتے ہیں:

اور یہ (مقلدین احناف) چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی اور تقلید شخصی اور ضد و جہالت آبائی جو ان میں چلی آتی ہے قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادگی مذہب گورنمنٹ (انگریز) نے عطا کی ہے وہ اٹھ جائے اور امن باقی نہ رہے۔ سارے مسلمانان وغیرہ ایک مذہب خاص کے پابند ہو کر خوب تعصب اپنا گورنمنٹ (انگریز) پر ظاہر کریں اور جب موقع پاویں مثل زمانہ غدر (جنگ آزادی ۱۸۵۷ھ) فساد برپا کریں [2]۔

نیز لکھتے ہیں:

اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادی مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے [3]۔

اس مذہبی بے راہ روی کی وجہ سے مسلمانانِ ہند میں جن فتنوں نے جنم لیا ان میں سب سے خطرناک فتنہ ''غیر مقلدیت'' کا ہے۔ اس فتنہ کے کارپرداز اپنے آپ کو ''اہل حدیث''

---

[1] ''ترجمان وہابیہ'' (ص ۴۵) [2] ایضاً (ص ۵۶) [3] ایضاً (ص ۵)

کہلاتے ہیں۔ انگریز کے برصغیر میں آنے سے پہلے اس فتنہ کا یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے خصوصی شاگرد مولانا محمد شاہ جہاں پوریؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں۔ پچھلے زمانے میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے۔ بلکہ ان کا نام بھی ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔

اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا مُوحِّد کہتے ہیں۔ مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے[1]۔

## ''غیر مقلدین'' اپنے اکابر کی نظر میں

غیر مقلدین کی ان بے اعتدالیوں کی وجہ سے خود ان کے اپنے اکابرین بھی ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کیئے بغیر نہ رہ سکے۔

مولانا عبدالاحد خانپوری جو مولانا نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے شاگرد اور مقتدر غیر مقلد عالم ہیں، لکھتے ہیں:

اس زمانے کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت مَاجَاءَ الرَّسول سے جاہل ہے وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں روافض کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ وزنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل

[1] ''الارشاد الیٰ سبیل الرشاد'' (ص ۱۳)

ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہٖ مثل تشیع کے..............

مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہم کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کے کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحاد اور زندقہ پھیلائیں کچھ پروا نہیں۔ اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں ایک دفع رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلا دے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے [۱]۔

غیر مقلدین کے اکابر میں سے علامہ وحید الزمان غیر مقلد مترجم صحاح ستہ لکھتے ہیں:[۲] اپنے ''غیر مقلد'' بھائیوں کی اس رَوِش کا شکوہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی

---

[۱] ''التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ'' (ص۲۶۲) [۲] تعارف علامہ وحید الزمان غیر مقلد: موصوف جو کہ کتب ''صحاح ستہ'' کے مترجم اور اکابرین علمائے غیر مقلدین میں سے ہیں۔ غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد (جنہیں زبیر علی زئی اپنا استاد قرار دیتے ہیں) ان کے تعارف میں لکھتے ہیں: نواب عالی جناب! عالم باعمل فقیہ وقت، محب السنہ وحید الزمان بن مسیح الزمان الدکنی (ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح الحمید ص۱۰۳) مولانا عبداللہ روپڑی غیر مقلدان کو محدث حیدر آباد اور مترجم صحاح سبعہ قرار دیتے ہیں۔ (فتاوی اہل حدیث ۲/۲۳) مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے ان کو اپنے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی کے خصوصی تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۴۸۲) عبدالرشید عراقی غیر مقلد نے بھی ان کو مولانا نذیر حسین کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے، اور ان علمائے اہل حدیث میں شمار کیا ہے۔ (''اہل حدیث کے چار مراکز'' ص ۴۸)

نیز ان کے بارے میں تصریح کی ہے کہ انہوں نے نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) کے حکم سے صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک ماسوا جامع ترمذی کے اردو تراجم کیے۔ (ایضاً ص ۶۰)

آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر، صرف، لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے۔ بعضے عوام اہل حدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہل حدیث ہونے کے لئے کافی سمجھا ہے۔ باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں۔ غیبت جھوٹ افترا سے باک نہیں کرتے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں، شرک اکبر کو شرک اصغر سے تمیز نہیں کرتے [1]۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد ان نام نہاد اہل حدیث کی مختلف اقسام پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعضے اہل حدیث بظاہر تو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں مگر حکام وقت کی خوشامد سے حق باتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ بعضے کیا کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں صحابہ ﷡ اور سلف صالحین کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی خواہش نفس کے موافق نکالتے ہیں گویا ترک تقلید کے انہوں نے یہ معنی سمجھے ہیں کہ احادیث اور آثار صحابہ ﷡ اور تابعین کی تقلید بھی ضروری نہیں ہے جس طرح چاہو قرآن کی تفسیر کر لو۔ بعضے اگلے اماموں اور مجتہدین اور پیشوایان دین پر جیسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ

---

[1] "لغات الحدیث" (ج ۲، کتاب ش ص ۹۱)





ہیں طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ بعضے شرک و بدعت میں اتنا غلو کرتے ہیں کہ معاذ اللہ جادہ اعتدال سے باہر ہو گئے ہیں مسلمانوں کو ذرہ ذرہ سے مکروہ یا حرام کاموں کے ارتکاب پر کافر اور مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔ یہی برائی ہے جو اس بھلائی میں ملی ہوئی ہے۔ بعضے اہل حدیث ایسے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید سے بھاگے لیکن ابن تیمیہؒ اور ابن قیم اور شوکانی اور مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کی تقلید اندھا دہند کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے: فَرَّمِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ، یاصلت علی الاسعد وبلت عن النقذ [1]۔

بزرگ غیر مقلد عالم مولانا عبدالجبار غزنوی مرحوم لکھتے ہیں:

ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور در حقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے ہیں، جو حدیثیں کہ سلف و خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنیٰ سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں اور ان پر اپنے بیہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا و کلا، اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ (کی حد بندی) کے نشان کو گراتے ہیں اور ملت حنفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسناد آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لئے وہ

[1] ''لغات الحدیث'' (ج۱، کتاب د ص۲۱)

حیلہ بناتے ہیں کہ جن کے لئے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مؤمن کا سر اٹھتا ہے[1]۔

مولانا داؤد غزنوی مرحوم سابق امیر جمیعت اہل حدیث پاکستان کے صاحبزادے پروفیسر ابوبکر غزنوی ''غیر مقلد'' اپنے ایک مضمون ''فاران کی وادی تک'' میں لکھتے ہیں:

مجھے معاً مولانا (ابوالکلام) آزاد کا اہل حدیثوں کے بارے میں وہ فقرہ یاد آیا: ان پتھروں کو اگر میں ہزار برس بھی تراشتا رہوں تو ان سے انسان کا بچہ تو پیدا نہیں کر سکتا[2]۔

قارئین: ''غیر مقلدین'' کے اکابرین کے ان اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ فرقہ غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کا مقصد امت مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور اکابرین امت پر طعن و تشنیع کر کے عوام کو ان سے متنفر کرنا ہے تاکہ عوام ان سے متنفر ہو کر اسلام کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔

## حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد

حافظ زبیر علی زئی ساکن پیرداد، ضلع اٹک۔ بھی ان ہی غیر مقلدین میں سے ہیں جن کا تعارف اکابرین غیر مقلدین کی زبان سے کرایا گیا ہے۔ موصوف بھی اسی مشن پر گامزن ہیں جس کی نشاندہی اکابرین غیر مقلدین کے بیانات میں کی گئی ہے۔ فروعی اور اختلافی مسائل میں انتہائی غلو کرنا اور بات بات میں ائمہ مجتہدین کو کذاب، متروک اور دیگر انتہائی نازیبا الفاظ سے مطعون کرنا موصوف کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ آئمہ احناف اور بالخصوص اکابر علمائے دیوبند رحمھم اللہ کے ساتھ دشمنی اس کا شیوہ ہے۔

علمائے دیوبند کی دینی خدمات کا زمانہ معترف ہے۔ خود غیر مقلدین کے

---

[1] ''فتاویٰ علمائے حدیث'' (۷/۸۰) بحوالہ: ''حدیث اور اہل حدیث'' (ص ۱۰۳) [2] ''فاران کا سلور جوبلی نمبر ۲۱۶'' سال ۱۹۸۶ء بحوالہ: ''آثار التشریع'' (۱/۴۹۶)

مشہور مورخ مولانا امام خان نوشہروی علمائے دیوبند کی دینی خدمات بالخصوص خدماتِ حدیث کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مدرسہ عالیہ دیوبند جس کی شان آج ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام میں ممتاز ہے، اور جس میں ان دونوں حدیث کا تذکرہ گویا ع

گفتہ آید در ''حدیث'' دیگراں

اس کے بانی جناب مولانا محمد قاسم صاحب نے شاہ عبدالغنی صاحب (خلف حضرت حجۃ اللہ) سے حدیث پڑھی، اور اندازہ کر لیجئے کہ دیوبند کا سلسلہ تحدیث ایک طرف کشمیر کی پرفضا وادیوں میں پھیل رہا ہے تو دوسری طرف ساحل سمندر کے دوش پر ڈابھیل (سورت) میں ان دونوں سمتوں کے درمیانی حصہ میں قال رسول اللہ ﷺ کی کتنی مجلسیں قائم ہوں گی [1]۔

زبیر علی زئی صاحب کو علمائے دیوبند رحمھم اللہ سے نہ جانے کاہے کا بیر ہے کہ علمائے دیوبند کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور زبردستی ان مبارک ہستیوں کو اہل بدعت کے زمرہ میں شمار کرانے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

ع     بریں عقل و دانش بباید گریست

## علمائے دیوبند کے خلاف زبیر علی زئی کا تعصب

زبیر علی زئی کا علماء اہل السنّت والجماعت دیوبند کے خلاف تعصب ملاحظہ کریں کہ انہوں نے ایک کتابچہ لکھا ہے:

''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' اس کتابچہ میں انہوں نے اہل بدعت کے فرقوں (بریلوی وغیرہ) کا تذکرہ کرنے کے بجائے صرف علمائے دیوبند پر کیچڑ اچھالا ہے کہ نعوذباللہ

---

[1] ''تراجم علمائے حدیث ہند'' (۳۶)

علمائے دیوبند بدعتی ہیں اور ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے [۱]۔

یہ علی زئی کا علمائے حق پر افتراء ہے اور ان کے تعصب کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ورنہ خود ان کے اکابر نے حضرات دیوبند کے پیچھے نماز پڑھنا جائز کہا ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبداللہ روپڑی لکھتے ہیں:

اگر کوئی دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھ لے تو ہو جائے گی [۲]۔

بلکہ ان کے فرقہ ''غیر مقلدین'' کے نزدیک خارجیوں اور رافضیوں جیسے کٹر اہل بدعت کے پیچھے بھی نماز جائز ہے۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

اہل حدیث نے خوارج اور روافض وغیرہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی اور اس لئے اُن کے پیچھے نماز میں اقتداء صحیح رکھی ہے [۳]۔

بلکہ اس فرقہ ''غیر مقلدین'' کے اکابرین نے مرزائیوں کو بھی اسلامی فرقوں میں شمار کیا ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں:

مسلم فرقوں میں سے رافضی، خارجی، معتزلہ، جہمی، قادیانی، عرشی، فرشی وغیرہ...... [۴]۔

نیز مولانا امرتسریؒ نے فتوی دیا تھا کہ:

مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اور آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی تھی [۵]۔

اب جبکہ زبیر علی زئی صاحب کے فرقہ کے نزدیک رافضی، خارجی، جہمی اور مرزائی

---

[۱] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۳۱) [۲] ''فتاوی اہل حدیث'' (۹۶/۱)

[۳] ''لغات الحدیث'' (ج ۱، کتاب ''د''، مادہ دین) [۴] ''مظالم روپڑی'' (ص ۴۷)

[۵] ''فیصلہ مکہ'' (ص ۳۶) از: مولانا عبدالعزیز غیر مقلد

وغیرہ سب اہل باطل اسلامی فرقوں میں شامل ہیں اور ان کی اقتداء میں نماز جائز ہے تو پھر علی زئی کا علمائے دیوبند کے خلاف فتوی بازی کرنا محض جہالت اور تعصب نہیں تو کیا ہے؟

## زبیر علی زئی کا بے ہودہ واویلا

زبیر علی زئی ایک طرف یہ فتوی صادر کرتے ہیں کہ علمائے دیوبند، العیاذ باللہ۔ بدعتی ہیں اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، جب کی دوسری طرف یہ واویلا بھی کرتے ہیں کہ دیوبندیوں کے اسلاف نے اہل حدیث کے خلاف ''نَظْمُ الْمَسَاجِدِ بِاخْرَاجِ الْوَهَابِيِّنَ عَنِ الْمَسَاجِدِ'' نامی رسالہ لکھ کر اہل حدیث کو مسجدوں میں نمازیں پڑھنے سے منع کر دیا تھا[1]۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین کی علمائے دیوبند کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو پھر ان لوگوں کا دیوبندی مساجد میں جانے کا مقصد سوائے شرارت اور فتنہ فساد کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

لھذا ایسے اہل شر سے مساجد کو پاک رکھنے کے لئے اگر کسی اہل علم نے مذکورہ بالا رسالہ لکھا ہے تو اس پر زبیر علی زئی وغیرہ ''غیر مقلدین'' کو آگ بگولہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اور زبیر علی زئی صاحب کی تسلی کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ الحمدللہ علمائے دیوبند کی مساجد نمازیوں سے آباد ہیں،اور ان کی آبادی میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔اَللّٰهُمَّ زِدْفَزِدْ۔

لھذا اگر غیر مقلدین کا ''شِرْذِمَةٌ قَلِيْلَه'' علمائے دیوبند کی مساجد میں نہ بھی آئے تو ان

مساجد کی آبادی پر کوئی فرق نہیں پڑھے گا بلکہ ان کے نہ آنے ہی میں خیر ہے۔

---

[1] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ٢٥)

زبیر علی زئی صاحب نے ''بدعتی کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم'' نامی رسالہ لکھ کو فضول اپنا وقت ضائع کیا ہے کیونکہ ان کو کسی نے بھی دیوبندی مساجد میں آکر دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نہ دعوت دی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

فرقہ ''غیر مقلدین'' کے نزدیک بھی علمائے دیوبند رحمھم اللہ اہل التوحید اور اہل السنّت ہیں۔

زبیر علی زئی نے اگرچہ تعصب اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اہل حق کی مبارک جماعت علمائے دیوبند کو اہل السنّت والجماعت سے خارج کرنے کی سعی لاحاصل کی ہے [۱]۔

لیکن ان کے اکابر دیوبندیوں کو اہل التوحید اور اہل السنّت والجماعت ہی سمجھتے ہیں۔مثلاً غیر مقلدین کے مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ غیر مقلد کے دستِ راست مولانا عبداللہ ثانیؒ غیر مقلد سابق ناظمِ تبلیغ ''جماعت اہل حدیث''، پنجاب نے دیوبندیوں کو صراحتاً اہل توحید قرار دیا ہے [۲]۔

اسی طرح مولانا عبداللہ روپڑی (م ۱۹۶۴ء) جو غیر مقلدین کے محدث اعظم کہلائے جاتے ہیں، مولانا حسین بٹالوی، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری وغیرہ علمائے غیر مقلدین ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں [۳]۔

موصوف اپنے ایک فتوی میں لکھتے ہیں:

احناف دیوبندی اہل السنّت میں شامل ہیں [۴]۔

اب علمائے غیر مقلدین کی زبان سے بھی دیوبندیوں کا اہل التوحید اور اہل السنّت والجماعت ہونا ثابت ہوگیا ہے۔

ع وَالْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

لیکن علی زئی وغیرہ جیسے اہل حدیثوں کو تو ان کے اکابرین بھی جھوٹے اور بدعتی اہل حدیث قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔اب ان کا کیا بنے گا؟۔

---

[۱] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (۲۹) [۲] ''رسائل ثنائیہ'' (ص ۲۰۷) [۳] ''فتاوی اہل حدیث'' (۱/۱۸)
[۴] ایضاً (۱/۶)

## علمائے دیوبند کے اصول وعقائد اکابر غیر مقلدین کی نظر میں

زبیر علی زئی نے اہل السنت والجماعت دیوبند اور غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) کے درمیان اختلاف کی بنیادی وجہ یہ بیان کی ہے کہ

''ہمارے اور دیوبندیوں کے عقائد واصول میں فرق ہے'' [۱]۔

نیز زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند کے عقائد کو خطرناک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ

''ان کی بدعت شدید اور خطرناک ہے'' [۲]۔

لیکن اس کے برعکس ان کے اکابر کا نظریہ وعقیدہ یہ ہے کہ علمائے دیوبند کے عقائد واصول قرآن وحدیث سے لیے گئے ہیں۔

مشہور غیر مقلد مولانا محمد جونا گڑھی (م ۱۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

ملک ہند کے سنی مسلمانوں کے دو بڑے بڑے فریق یعنی حنفی اور اہل حدیث تو متفق ہو جائیں جو اصولاً قریب قریب ایک ہیں ہاں البتہ بعض فروعات میں اختلاف ہے [۳]۔

تنبیہ: علی زئی صاحب (جو حضراتِ علمائے دیوبند کو حنفی ماننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں [۴]۔) کی تسلی کے لئے عرض ہے کہ الحمدللہ! حضرات دیوبند پکے حنفی ہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری طائفہ دیوبندیہ کو احناف میں شمار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دیوبندی حنفی کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ جو شخص مسائل فقہیہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا پیرو ہو۔ کتب فقہ کے علاوہ کسی قسم کے رسم رواج کو داخل مذہب نہ سمجھے [۵]۔

ع وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْأَعْدَاءُ

---

[۱] ''ماہنامہ الحدیث'' (۲۳:۳۶،۴۲) [۲] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (۱۳) [۳] ''دلائل محمدی'' (ص۲)

[۴] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص۲۹) [۵] ''مظالم روپڑی'' (ص۵۶)

مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ (م ۱۳۸۲ھ) جو ایک مقتدر غیر مقلد عالم ہیں، اور مولانا عطاء اللہ حنیف (کہ جن کو زبیر علی زئی اپنا استاذ قرار دیتے ہیں [1]) اور دیگر مشاہیر علمائے غیر مقلدین کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ ہمارے نزدیک جب تک کوئی شخص پورا کلمہ توحید اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًرَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ پڑھے گا وہ مسلمان نہیں کیونکہ اسلام میں جہاں اقرار توحید الٰہی ضروری ہے وہاں اقرار رسالت محمد ﷺ بھی ضروری اور لازمی امر ہے۔ اور جیسے وجود باری کا ماننا ضروری ہے ویسے ہی اس کی جملہ صفات ثبوتیہ وسلبیہ کا اقرار بھی لابدی امر ہے اور اس کی جملہ صفات کمالیہ مخصوصہ میں کوئی مخلوق اس کی سہیم وشریک نہیں۔ چاہے وہ مخلوق نبی ہو یا ولی یا دیوی ہو یا پری اور اس کی ذات ساتویں آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر ہے۔ تاہم اس کا علم ہر جگہ ہے۔ وہ سب کو دیکھتا ہے اور سب کی باتیں سنتا ہے۔ یہاں تک کہ چیونٹی کے پیر کی آہٹ بھی سنتا ہے۔ اس کی قدرت وسطوت ہر ایک چیز پر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور جو چاہے گا سو کرے گا اور جو چاہا سو کیا۔ عبادت وبندگی اسی ذات واحد کے لئے ہے۔ وہی اپنے بندوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ وہی نفع نقصان کا مالک ہے۔ جو شخص خدائی صفات مخصوصہ کو کسی نبی ولی یا دیو پری میں خیال واعتقاد کرے گا وہ ہمارے نزدیک مشرک ہے۔ ہم تمام صفات خدائے تعالیٰ کو جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں بلا کیف وبلا تشبیہ وبلا تاویل وتعطیل تسلیم کرتے ہیں اور ان پر ایمان واعتقاد رکھتے ہیں۔ جیسے سَمْعٌ وَبَصَرٌ وَیَدٌ وَ قِدَمٌ وَضِحْکٌ وَتَعَجُّبٌ وغیرہ۔ اور قریب قریب یہی اعتقاد دیوبندی حضرات کا ہے [2]۔

[1] ''القول المتین'' (ص ۵۲) [2] ''خاتمہ اختلاف'' (ص ۱۳)

نیز ان مذکورہ عقائد کے بارے میں لکھتے ہیں:

واقعہ یہ ہے کہ اہل حدیث کے جملہ عقائد وہی ہیں جو بطریق محدثین صحیح سند وقوی دلیل قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں [۱]۔

پس جب بقول مولانا کھندیلویؒ اہل حدیث کے جملہ عقائد قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرات علمائے دیوبند کے عقائد بھی یہی ہیں تو معلوم ہوا کہ خود غیر مقلدین کے نزدیک علمائے دیوبند کے عقائد بھی قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔لھذا زبیر علی زئی صاحب کا ان عقائد کو خطرناک اور شدید بدعت قرار دینا دراصل بقول اپنے اکابر قرآن وحدیث پر طعن کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔آمین۔

## علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات

زبیر علی زئی صاحب نے اپنے زعم کے مطابق جن عقائد کو ذکر کرکے علمائے حقہ طائفہ دیوبندیہ کو اہل السنت والجماعت سے خارج کرکے اہل بدعت میں داخل کیا وہ ان کے الفاظ میں یہ ہیں:

(۱) عقیدہ وحدت الوجود (۲) امکان نظیر (۳) امکان کذب (۴) غیر اللہ سے استمداد (۵) جہمیہ ومرجئہ کی موافقت (٦) اکابر پرستی اور غلو (۷) گستاخیاں (۸) اندھی تقلید (۹) اہل حدیث سے بغض (۱۰) ختم نبوت پر ڈاکہ (۱۱) گمراہی کی طرف اعلانیہ دعوت (۱۲) انکار حدیث (۱۳) نماز بھی خلاف سنت (۱۴) قرآن وحدیث کی غلط تاویلیں اور تحریفات [۲]۔

زبیر علی زئی جس طرح دین اسلام سے جاہل ہیں ایسے ہی اپنے مسلک سے بھی ناواقف ہیں اور انہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں کہ وہ جو عقائد علمائے دیوبند کی طرف منسوب کر رہے

[۱] ''خاتمہ اختلاف'' (ص ۱۱۵) [۲] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم''، ''ماہنامہ الحدیث'' حضرو، وغیرہ۔

ہیں وہی عقائد بلکہ ان سے بڑھ کر خود ان کے اپنے اکابر میں بڑی آب وتاب سے موجود ہیں۔

ے غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ غافل اپنی آنکھ کا ذرا شہتیر بھی

زبیر علی زئی کے مذکورہ الزامات کی حقیقت، علمائے دیوبند کا موقف اور خود زبیر علی زئی کے اپنے اکابر غیر مقلدین کی تصریحات ملاحظہ فرمائیے۔

# علمائے دیوبند رحمھم اللہ پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات

## علمائے دیوبند رحمھم اللہ کا عقیدہ و مسلک

## علمائے دیوبند رحمھم اللہ کے عقیدہ و مسلک پر اکابر غیر مقلّدین کی گواہی

## زبیر علی زئی اور دوسرے غیر مقلّدین کی گستاخانہ زبان

## ﴿۱﴾ عقیدہ وحدت الوجود

زبیر علی زئی کی طرف سے علمائے دیو بند پر لگائے جانے والے الزامات میں پہلا عنوان ''وحدت الوجود'' ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زبیر علی زئی کے الزام کے جواب سے پہلے علمائے دیو بند کے ہاں ''وحدت الوجود'' کا مفہوم بیان کیا جائے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت بر کاتہم عقیدہ ''وحدت الوجود'' کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''وحدت الوجود'' کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے، اس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے۔ ایک تو اس لئے کہ وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا، دوسرے اس لئے کہ ہر شئی اپنے وجود میں ذاتِ باری تعالیٰ کی محتاج ہے، لہذا اشیاء ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں، انہیں اگر چہ وجود حاصل ہے، لیکن اللہ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں، اس لئے وہ کالعدم ہے۔
>
> اس کی نظیر یوں سمجھئے جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج کے موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے، وہ اگر چہ موجود ہیں، لیکن سورج کا وجود ان پر اس طرح غالب ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا۔
>
> اسی طرح جس شخص کو اللہ نے حقیقت شناس نگاہ دی ہو وہ جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرتا ہے تو تمام وجود اسے ہیچ، ماند، بلکہ کالعدم نظر آتے ہیں، بقول حضرت مجذوب رحمہ اللہ:
>
> ؎ جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
> تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا [1]

[1] ''فتاویٰ عثمانی'' ۱/۶۶، مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن، کراچی۔

مسئلہ وحدت الوجود کا صحیح مفہوم ملاحظہ کر لینے کے بعد اب زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند کو بدنام کرنے کے لئے اس کا جو غلط مفہوم بیان کیا ہے وہ ملاحظہ کریں۔

چنانچہ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

دیوبندی حضرات اس وحدت الوجود کے قائل ہیں جس میں خالق ومخلوق، عابد ومعبود، اور خدا و بندے کے درمیان فرق مٹا دیا جاتا ہے۔[1]

حالانکہ یہ زبیر علی زئی کا تعصب یا تجاہل عارفانہ ہے کہ ''وحدت الوجود'' میں خالق ومخلوق اور عابد ومعبود میں فرق نہیں رہتا۔ ورنہ جس عقیدہ وحدت الوجود کو وہ غلط ثابت کر رہے ہیں اسی عقیدہ کے خود اُن کے اپنے اکابر بھی قائل ہیں اور اس کو وہ قرآن وحدیث سے ماخوذ مانتے ہیں۔

## عقیدہ ''وحدت الوجود'' اور غیر مقلدین

مثلاً غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبداللہ روپڑیؒ (م ۱۹۶۴ء) ''عقیدہ وحدت الشہود'' اور ''عقیدہ وحدت الوجود'' کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

توحید حالی ''وحدت الشہود'' ہے اور توحید الٰہی ''وحدۃ الوجود'' ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں۔ متقدمین کی کتب میں نہیں۔ ہاں مراد ان کی صحیح ہے۔ توحید ایمانی اور توحید علمی تو ظاہر ہے توحید حالی کا ذکر اس حدیث میں ہے:۔ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔ یعنی خدا کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے یہ عقل سے سمجھنے کی شئی نہیں ہاں اس کی مثال عاشق ومعشوق سے دی جاتی ہے۔ عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی

[1] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۱۵)

ہیں۔ اگر دوسری شئ کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اور آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لئے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شئ نظر نہیں آتی جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر............ الخ [1]۔

اور توحید الٰہی (یعنی وحدۃ الوجود) کا صحیح مفہوم بیان کرتے ہوئے مولانا روپڑی لکھتے ہیں:

صحیح راستہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ سوائے خدا کہ کوئی شئ حقیقۃً موجود نہیں اور جو کچھ نظر آرہا ہے یہ محض توہمات ہیں جیسے ''سوفسطائیہ فرقہ کہتا ہے کہ آگ کی گرمی اور پانی کی برودت وہمی اور خیالی چیز ہے تو یہ سراسر گمراہی ہے۔ اور اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ موجودہ انسانی ایجادات کی طرح نہیں کہ انسان کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں بلکہ ان کا یہ وجود خدا کے سہارے پر ہے اگر ادھر سے قطع تعلق فرض کیا جائے تو ان کا کوئی وجود نہیں۔ تو یہ مطلب صحیح ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بجلی کا کرنٹ (برقی رو) قمقوں کے لئے ہے۔ گویا حقیقت میں اس وقت بھی ہر شئ فانی ہے مگر ایک علمی رنگ میں اس کو سمجھنا ہے اور ایک حقیقت کا سامنے آنا ہے۔ علمی رنگ میں تو سمجھنے والے بہت ہیں مگر حقیقت کا اس طرح سامنے آتا ہے جیسے آنکھوں سے کوئی شئ دیکھی جاتی ہے یہ خاص ارباب بصیرت کا حصہ ہے گویا قیامت والی فنا اسوقت ان کے سامنے ہے۔ پس آیت کریمہ: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ ان کے حق میں نقد ہے نہ ادھار [2]۔

---

[1] ''فتاوی اہل حدیث'' ۱/۱۵۳ [2] ایضاً ۲/۱۵۳

غیر مقلدین کے دیگر اکابرین نواب صدیق حسن خان اور علامہ وحید الزمانؒ وغیرہ بھی عقیدہ وحدت الوجود کو درست وصواب قرار دیتے ہیں [۱]۔

بنابریں علی زئی کا اپنے اکابرین جو بڑے شدومد کے ساتھ عقیدہ وحدت الوجود کو صحیح قرار دے رہے ہیں کو چھوڑ کر علمائے دیوبند پر طعن زنی کرنا اور اس کا غلط مطلب بیان کرنا محض ان کی حماقت اور جہالت ہے۔

اپنا چہرہ اگر تم کبھی دیکھتے ۔۔۔ پھر کسی میں نہ کوئی کمی دیکھتے

## علامہ ابن عربیؒ اور غیر مقلدین

امام الصوفیاء علامہ ابن عربیؒ (م ۶۳۸ھ) عقیدہ وحدت الوجود کے قائلین میں سے ہیں، ان کی مراد نہ سمجھنے یا ان کی کتب میں بعد کی تحریف کی وجہ سے ان کی مخالفت کی گئی، غیر مقلدین اس میں پیش پیش ہیں اور بعض نہ عاقبت اندیش ان کی تکفیر تک کر دیتے ہیں۔ دور حاضر کے غیر مقلدین بھی اسی رَوِش پر ہیں مثلاً زبیر علی زئی اور اُن کے استاذ طالب الرحمٰن غیر مقلد ابن عربی رحمہ اللہ کی سخت سے سخت مخالفت کرتے ہیں اور ان کو کافر تک کہنے سے نہیں چونکتے۔ حالانکہ ان کے اکابرین شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کے بڑے مداح ہیں اور ان کو ''خاتم الولایۃ المحمدیۃ'' وغیرہ القاب سے یاد کرتے ہیں۔

مثلاً غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ (م ۱۹۰۳ء) کے حالات میں امام خان نوشہرویؒ غیر مقلد (جنہیں مولانا محمد جونا گڑھی غیر مقلد جماعت اہل حدیث کے مقتدر عالم واہل قلم مولانا امام خان صاحب نوشہروی مقیم لاہور سے یاد کرتے تھے [۲])۔ ارقام فرماتے ہیں:

> میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے، شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نام ''شیخ اکبر'' اور اکثر ''خاتم الولایۃ المحمدیۃ''

---

[۱] ''التاج المکلل'' (ص۹۰)، ''ہدیۃ المہدی'' (ص۵۰، ۵۱)، ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' (ص۱۴۶ تا ص۱۵۱)

[۲] ''ظل محمدی'' (ص۳۶)

کے خطاب کے ساتھ پکارتے۔اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی (استاد جناب السید نواب صدیق حسن خان صاحبؒ والی بھوپال) کہ ابن عربی کے اشد مخالفین میں سے تھے، اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روا دار نہ تھے۔

میاں صاحب سے صرف ''شیخ اکبر'' پر مناظرہ کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے، دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی، مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام ہاتھ سے نہ جانے دیا، اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے۔

اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا، اور دوران گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحاتِ مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔اس پر مولانا شمس الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے [1]۔

مولانا میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کے سوانح نگار اور شاگرد مولانا فضل حسین صاحب بہاریؒ لکھتے ہیں:

مولانا میاں نذیر صاحب جب ''کتاب رقائق'' کا درس دیتے اور تصوف کے نکات وحقائق بیان فرماتے تو کہتے ''صاحبو'' ہمیں یہاں احیاء العلوم دیکھائی دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ طبقہ علماء میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے شیخ ابن

---

[1] ''تراجم علمائے حدیث ہند'' (ص ۱۴۶)

عربیؒ ''خاتم الولایۃ المحمدیۃ'' ہیں[1]۔

مولانا فضل حسین اس حوالہ کو نقل کرنے کے بعد اس پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے شیخ ابن عربیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

اور حق وہی ہے جو حضرت نے فرمایا اس لئے کہ ظاہری اور باطنی علوم کی اس طرح کی جامعیت انفرادیت اور ندرت سے خالی نہیں [2]۔

غیر مقلدین کے مجدد اور محقق اعظم نواب صدیق حسن خانؒ (م ۱۸۹۰ء) علامہ ابن عربیؒ کی خوبیاں و کمالات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیخ ابن عربی کے خوابوں اور کرامتوں کا احاطہ کئی جلدوں میں بھی نہیں ہوسکتا، وہ اللہ کی ایک ظاہری حجت و دلیل اور واضح نشانیوں میں سے ہیں [3]۔

نیز لکھتے ہیں: میں نے شیخ ابن عربی کی زیارت کی ہے اور کئی بار اس سے تبرک حاصل کیا ہے، آپ کی قبر انوار و برکات کے آثار نمایاں نظر آئے، اور وہاں مشاہدہ کئے جانے والے عظیم احوال سے کوئی منصف مزاج آدمی انکار نہیں کرسکتا [4]۔

غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبداللہ روپڑیؒ (م ۱۹۶۴ء) شیخ ابن عربیؒ اور دیگر صوفیاء کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

ابن عربیؒ، رومیؒ، اور جامیؒ کے کلمات اس توحید (وحدۃ الوجود) میں مشتبہ ہیں۔ اس لئے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں بعض برا۔ ابن تیمیہؒ وغیرہ ابن عربیؒ سے بہت بدظن ہیں۔ اسی طرح رومیؒ اور جامیؒ کو کئی علماء برا

---

[1] ''الحیاۃ بعد الممات'' (ص ۱۴۳) [2] ''الحیاۃ بعد الممات'' (ص ۱۴۸) [3] ''التاج المکلل'' (ص ۷۷) بحوالہ: ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' (ص ۱۴۱) [4] ایضاً (ص ۱۴۸)

کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامیؒ کا کلام اور نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربی کا ہے۔ کیونکہ ابن عربی کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوء ظنی ٹھیک نہیں۔ اسی طرح رومیؒ کو خیال کر لینا چاہیئے۔ غرض حتی الوسع فتوی میں احتیاط چاہیئے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتوی نہ لگانا چاہیئے خاص جب وہ گزر چکے۔ اوران کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر کفایت کرنی چاہیئے۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ [1]۔

ترجمہ:۔ وہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی، ان کے واسطے ہے جو انہوں نے کیا اور تمہارے واسطے ہے جو تم نے کیا اور تم سے کچھ پوچھ نہیں ان کے کاموں کی۔

مشہور غیر مقلد علامہ وحیدالزمانؒ (م ۱۹۲۰ء) لکھتے ہیں:

اللہ کے سب ولیوں اور اماموں اور مجتہدوں اور دین کے عالموں سے محبت رکھنا چاہیئے اور کسی ولی یا امام یا مجتہد یا دین کے عالم کی توہین نہ کرنا چاہیئے۔ اگر چہ انہوں نے کسی مسئلہ میں خطا بھی کی ہو تو یوں کہنا چاہیئے غفر اللہ لہٗ، منہ پھٹ اور زبان دراز لوگ بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں اس کا انجام بہت برا ہے۔ ہم کو شیخ ابن عربیؒ سے محبت ہے اور ابن تیمیہؒ اور شوکانیؒ سے بھی، ابن جوزی سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی ہم کسی اگلے عالم کو برا نہیں کہتے۔ اگر ان سے خطاء ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے یہی طریقہ اسلم ہے [2]۔

نیز لکھتے ہیں:

---

[1] ''فتاوی اہل حدیث'' (۱/۱۵۵)، (۱/۴۳) [2] لغات الحدیث (جلد اول، کتاب ب ص ۴۸)

ہمارے (غیر مقلدین۔ناقل) اصحاب میں نواب صدیق حسن خان نے فرمایا کہ شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے چیدہ بندوں میں سے ہیں، اور جن اعتراضات کا انہیں نشانہ بنایا گیا ہے ہمیں ان کی کوئی پروا نہیں۔ ہمارے اصحاب میں سے علامہ شوکانی بھی اسی طرح کے بزرگ ہیں جنہوں نے بالآخر شیخ ابن عربی کی مذمت سے رجوع کر لیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے ''فتوحات مکیہ'' کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ''فصوص'' میں شیخ کے کلام کو صحیح معنیٰ ومحمل پر محمول کیا جا سکتا ہے [۱]۔

نیز علامہ وحید الزمان نے شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کو علمائے اہل حدیث کا پیشوا قرار دیا ہے [۲]۔

غیر مقلدین کے امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹی (م ۱۹۵۶ء) شیخ موصوف کی کتاب ''فصوص الحِکم'' سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ ''فصوص الحِکم'' میں فرماتے ہیں [۳]۔

مولانا فیاض علی صاحبؒ (م ـــــ ء) جن کے بارے میں مولانا نذیر احمد رحمانیؒ غیر مقلد نے تصریح کی ہے کہ وہ غیر مقلد عالم تھے [۴]، لکھتے ہیں:

شیخ محی الدّین ابن العربی رضی اللہ عنہ جو علمائے ابرار اور صوفیاء کبار میں سے ہیں [۵]۔

مولانا عبد السلام مبارکپوریؒ (م ۱۳۴۲ھ) شیخ ابن عربیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی [۶]۔

---

[۱] ہدیۃ المہدی (ص ۵۰) [۲] لغات الحدیث (ج ۲، کتاب ص ص ۱۳) [۳] ''واضح البیان'' (ص ۴۲۱)
[۴] ''اہل حدیث اور سیاست'' (ص ۲۱۷) [۵] ایضاً (ص ۲۰۷، ۲۰۸) [۶] ''سیرت البخاری'' (ص ۳۰۹)

قارئین!

اکابرین غیر مقلدین کی ان عبارات میں آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ یہ حضرات کس قدر شیخ ابن عربیؒ جو عقیدہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے علمبردار ہیں، کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہیں اور کس طرح ان کی طرف سے مدافعت کر رہے ہیں اور کتنے بڑے بڑے القاب ''شیخ اکبر'' اور ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' وغیرہ سے ان کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ لیکن زبیر علی زئی وغیرہ غیر مقلدین اپنے گھر کی فکر کرنے کی بجائے علمائے دیوبند پر خواہ مخواہ کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ چنانچہ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

مسئلہ وحدت الوجود اور ابن عربی کے بارے میں اکابر علمائے دیوبند کی تصریحات ''علمائے دیوبندیّت'' پر مخفی نہیں ہیں [۱]۔

زبیر علی زئی صاحب سے عرض ہے کہ علمائے دیوبند کی فکر چھوڑیں۔ اپنے مذہب کے ان بانیوں کی ابن عربیؒ اور وحدت الوجود کی بابت مذکورہ تصریحات ملاحظہ کریں اور پھر ٹھنڈے دماغ سے اپنے اس دعویٰ حقانیت غیر مقلدیّت پر غور وفکر فرمائیں کہ:

''مذہب اہل حدیث ہی حق ہے، اس کے علاوہ باقی تمام مذاہب باطل ہیں چاہے وہ دیوبندیوں کا مذہب ہو یا شیعوں خارجیوں کا، والحمدللہ۔ ہمیں تو اپنے مذہب کے مکمل سچا ہونے کا پورا یقین ہے'' [۲]۔

اتنا نہ بڑھا پاکئ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ

---

[۱] ''تعداد رکعات قیام رمضان'' (ص ۴۴) [۲] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص ۶۵)

## ﴿۲﴾ مسئلہ ''امکان نظیر''

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند رحمہم اللہ پر دوسرا اعتراض مسئلہ ''امکانِ نظیر'' میں ہے (کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کا ہم مثل اور نظیر پیدا کرنے پر قادر ہیں) اور زبیر علی زئی نے اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے اس کو گندہ عقیدہ قرار دیا ہے [۱]۔ اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقیدہ علمائے دیوبند کا اختراع ہے اور اسی وجہ سے دیوبندی اور بریلوی اختلاف پیدا ہوا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> بریلوی و دیوبندی کا نقطہ آغاز اس وقت شروع ہوا جب دیوبندیوں نے امکانِ نظیر (یعنی نبی ﷺ کا ہم مثل و نظیر ممکن ہے) کا مسئلہ بھی چھیڑا ہے [۲]۔

### مسئلہ ''امکانِ نظیر'' اور غیر مقلدین

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے، کیونکہ علمائے دیوبند سے بھی پہلے حضرت مولانا محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمہ اللہ (م ۱۲۴۶ھ) جن کو غیر مقلدین غیر مقلد اور اہل حدیث قرار دیتے ہیں [۳]، بھی اسی نظریہ کے قائل تھے اور ان کے اور مولانا فضلِ حق خیر آبادیؒ کے درمیان اس مسئلہ پر کافی بحث مباحثہ ہوا تھا۔ مولانا امام خان نوشہرویؒ غیر مقلد مولانا شہید کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

> صاحب الافاضل علامہ فضلِ حق خیر آبادی سے مسئلہ ''اللہ ربّ العزت حضرت محمد ﷺ سا دوسرا پیدا کرنے پر قادر ہے'' پر بحثیں ہو رہی ہیں فاضل خیر آبادی رسالت مآب ﷺ جیسا پیدا کرنے پر خداوند ارض و سما کو غیر قادر بتاتے، جنہیں سیّدنا اسماعیل نے اس آیت سے ہمیشہ کے لئے مہر بلب کر دیا۔ اَوَلَیْسَ

---

[۱] الحدیث (۲۳:۴۷) [۲] امین اوکاڑوی کا تعاقب (ص ۸) [۳] حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ صحیح العقیدہ اور حنفی المذہب تھے اس پر علمائے دیوبند کی تحقیقات مطبوعہ ہیں۔ البتہ غیر مقلدین ان کو ''غیر مقلد'' اور اہل حدیث کہتے ہیں۔ دیکھئے (تراجم علمائے حدیث ھند) (ص ۶۹، ۱۱۲)

الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰی وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ:۔ جس نے آسمانوں اورزمینوں کو پیدا کیا وہ ایسے ہیں اور آسمان اور اسی قسم میں اورزمین پیدا نہیں کرسکتا کیوں نہیں اس قادر مطلق کے لئے کیا مشکل ہے۔

اس شکست کے بعد علامہ خیرآبادی خم ٹھوک کر میدان میں اتر آئے [1]۔

نیز مولانا نوشہروی کی تصریح کے مطابق علامہ شہید نے مسئلہ ''امکانِ نظیر'' کے اثبات میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کو ایک روز میں قلم بند فرمایا تھا اور اسی مناسبت سے اس کا نام ''یک روزی'' رکھا [2]۔

سیّد امیر احمد فاضلی غیر مقلد نے مولانا شہید رحمہ اللہ کے دفاع میں اور ''امکانِ نظیر'' کے اثبات میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ''نقض الاباطیل عن الشیخ اسماعیل'' [3] ہے۔

مذہب غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا میاں نذیر حسینؒ اور ان کے تلامذہ بھی ''امکانِ نظیر'' کے قائل ہیں اور اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو اس کا منکر ہے۔ ذیل میں ان کا ایک فتویٰ ملاحظہ کریں:۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت نہیں کہ مثل آنحضرت ﷺ کے پیدا کرسکے، اور عمر کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قدرت تو ہے مگر موافق اپنے وعدہ کے پیدا نہ کرے گا۔ ان دونوں میں کون سچا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ درصورت مرقومہ معلوم کرنا چاہئے کہ زید اپنے قول میں جھوٹا ہے۔

---

[1] ''تراجم علمائے حدیث'' (ص ۸۰، ۸۱) [2] ایضاً (ص ۹۳) [3] ایضاً (ص ۲۴۵)



اور دعوی اس کا خلاف عقائد مسلمین کے ہے۔اور عمرو اپنے دعوی میں سچا ہے اور اعتقاد اس کا موافق عقائد اہل سنت والجماعت کے ہے۔اور اعتقاد زید کا گمراہی ہے ایسے شخص کو گمراہ اور اہل بدعت سے سمجھنا چاہیئے ۔ایسے شخص کے کفر اور عدمِ کفر میں علماء مختلف ہو رہے ہیں،اور قریب کفر کے ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

حررہٗ سید محمد نذیر حسین عفی عنہ

اس فتوی پر دیگر علمائے غیر مقدین خواجہ ضیاء الدین،محمد اسد علی اور حفیظ اللہ کے بھی دستخط ہیں [1]۔

اب زبیر علی زئی صاحب سے ہمارا سوال ہے کہ آپ تو عقیدہ ''امکانِ نظیر'' کو گندہ عقیدہ قرار دے رہے ہیں،اور اس کی وجہ سے علمائے دیو بند کو مطعون کرر ہے ہیں۔لیکن آپ کے اکابر آپ جیسے ''منکرین امکانِ نظیر'' کو گمراہ اور کافر تک قرار دے رہے ہیں،لھذا آپ کو چاہیے کہ اب یہ ''مذہب غیر مقلدیت'' کو ترک کر کے اس سے زیادہ ترقی یافتہ کوئی مذہب اختیار کرلیں!

دیدہ باید۔

---

[1] ''فتاوی نذیریہ'' ۵۳/۱

## ﴿۳﴾ مسئلہ امکانِ کذب

زبیر علی زئی صاحب علمائے دیوبند سے دشمنی میں اتنا آگے نکل چکے ہیں کہ وہ ان کے مقابلے میں اہل بدعت اور بریلویوں کی حمایت کرنے میں بھی فخر محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسئلہ ''امکانِ کذب'' جو علمائے دیوبند اور بریلویوں کے درمیان معرکۃ الآراء مسئلہ ہے، میں بریلوی نقطہ نظر کی حمایت کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

مسئلہ ''امکانِ کذب'' کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ:

> اللہ تعالیٰ جس طرح ہر چیز پر قادر ہے، اپنے دیے ہوئے حکم کے خلاف کرنے پر بھی قادر ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا، اپنی بات کے خلاف کرنا عام حالات میں جھوٹ کہلاتا ہے مگر جب اللہ تعالیٰ ایسا کریں تو اسے جھوٹ نہیں کہہ سکتے اس کا مفہوم سمجھانے کے لئے اس کا عنوان کذب نہیں بلکہ ''امکانِ کذب'' رکھا جاتا ہے۔

علمائے دیوبند کے استاذِ کل قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ مسئلہ ''امکانِ کذب'' کی وضاحت کرتے ہوئے اور علمائے دیوبند کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ ہے اور اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں جیسے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچ کہنے والا کون ہے۔''
> اور جو شخص کہ یہ اعتقاد رکھے اور زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ کہتا ہے تو وہ قطعی کافر ملعون ہے اور کتاب وسنت واجماع امت کے خلاف ہے[1]۔

زبیر علی زئی مسئلہ ''امکانِ کذب'' میں بریلویوں کی وکالت میں علمائے دیوبند کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

[1] ''فتاوٰی رشیدیہ مع تالیفات رشیدیہ'' ص ۹۷

ان لوگوں کو اس بات سے شرم نہیں آئی کہ امکانِ کذب باری تعالیٰ کا باطل عقیدہ اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے ہیں [1]۔

## مسئلہ ''امکانِ کذب'' اور ''غیر مقلدین''

حالانکہ خود زبیر علی زئی کو شرم آنی چاہیئے کہ جس عقیدہ میں ان کے اپنے اکابر بریلویوں کے مقابلے میں علمائے دیوبند کے ہمنوا ہیں، اسی عقیدہ کو وہ باطل اور گستاخانہ قرار دے رہے ہیں۔

ع شرم مگر تم کو نہیں آتی

غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبداللہ روپڑی صاحبؒ (م ۱۹۶۴ء) ایک بریلوی عالم کی عبارت ''بعض بدعقیدہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

## مسئلہ ''امکانِ کذب''

تبصرہ:۔ صاحب رسالہ کو لکھنا نہیں آتا مقابلہ کالحاظ کرتے ہوئے یوں لکھنا چاہیے تھا کہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جھوٹ بولنے پر قادر نہیں، کیونکہ نقائص وعیوب سے پاک تو سب ہی مانتے ہیں اگر کہا جائے کہ ''وہ جھوٹ بولنے پر قادر نہیں'' یہ نقص اور عیب ہے اس بناء پر مقابلہ صحیح ہوگیا تو اس کے جواب میں دوسرا فریق کہہ سکتا ہے کہ ''جھوٹ پر قدرت نہ رکھنا یہ نقص وعیب ہے'' اس لئے خدا کی ذات کو اس سے پاک ماننا چاہیے۔ اس صورت میں مقابلہ ایک اور چیز میں ہوگیا۔ یعنی جھوٹ پر قدرت رکھنا یا قدرت نہ رکھنا ان دونوں سے کونسا ''عیب'' اور کونسا ''کمال'' ہے۔ پس صاحب رسالہ کو اس کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ رسالہ پڑھنے والا کسی نتیجہ پر پہنچتا ویسے لکھنے سے کیا فائدہ؟ اب ہم اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

---

[1] ''الحدیث'' (۴۵:۲۳)

## بریلویہ و دیوبندیہ اور مسئلہ امکانِ کذب:

بریلویہ و دیوبندیہ میں ''امکانِ کذب'' کے بارے میں بحث چلی تھی یعنی خدا جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں؟ فریقین کی طرف سے اس پر بہت کچھ لکھا تھا جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ بریلویہ نے یہ کہا کہ ''جھوٹ عیب ہے'' اور عیب پر قدرت ہو تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ کی ذات میں عیب ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ کی ذات میں عیب ہونا محال ہے۔ دیوبندیہ نے اس کے مقابلہ میں کئی پہلو اختیار کیے ایک یہ کہ جب ایک شئی پر ایک مقام میں ایک نتیجہ مرتب ہو اور دوسرے مقام میں دوسرا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی ذات کو کوئی بھی لازم نہیں کیونکہ جو شئی ذات کو لازم ہوتی ہے وہ جہاں ذات ہوگی وہاں وہ ہوگی۔ مثلاً ایک ملک کے لوگ ''سیاہ'' ہیں ایک ملک کے ''سفید'' ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ''سیاہی'' ''سفیدی'' انسانیت کی ذات کو لازم نہیں ورنہ سارے سیاہ ہوتے یا سارے سفید ہوتے جب یہ بات سمجھ آگئیں تو اب جھوٹ کو دیکھئے کہ یہ ''فی نفسہٖ'' عیب ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ فی نفسہٖ عیب نہیں کیونکہ اگر ''فی نفسہٖ'' عیب ہوتا تو شرع اس کو کسی موقع پر مستحسن نہ سمجھتی حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ مشہور ہیں اور دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ایسے ہی کئی موقع میں جہاں جھوٹ کی اجازت ہے بلکہ کئی دفعہ واجب ہو جاتا ہے [1]۔ جیسے کافر ظالم سے مسلمان بھائی کی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

---

[1] تنبیہ:۔ زبیر علی زئی نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ تعالیٰ کے دو حوالے نقل کرنے کے بعد ان سے ایک غلط مطلب کشیدہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی نانوتوی صاحب اور تھانوی صاحب کے نزدیک جھوٹ بولنا مباح ہے۔ (امین اوکاڑی کا تعاقب ص ۵۰) حالانکہ یہ علی زئی کا ان حضرات پر بہتان ہے اور =

پس معلوم ہوا کہ عیب ہونا جھوٹ کی ذات کو لازم نہیں تو اس پر قدرت ہونے سے خدا کی ذات میں کوئی نقص بھی نہیں پیدا ہوسکتا۔

دوسرا پہلو دیوبندیہ نے یہ اختیار کیا کہ یہاں یہ دو چیزیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ جیسے اللہ کا ''حی قیوم''، ''سمیع بصیر'' ہونا عالم الغیب ہونا وغیرہ اور ایک اللہ تعالیٰ کے افعال جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، مارنا، زندہ کرنا، وغیرہ وغیرہ، اور ''افعال'' ارادہ کے تحت ہوتے ہیں اور جو چیز ''ارادہ'' سے ہو اس پر قدرت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا بھی اسی قسم سے ہے پس اللہ تعالیٰ کلام پر قادر ہوا۔

کلام کی اقسام:۔ کلام کی دو قسمیں ہیں سچی اور جھوٹی۔ جو اصل پر قادر ہوتا ہے وہ اس کے افراد پر بھی قادر ہوتا ہے۔ بلکہ اصل پر قادر ہونے کے معنی ہی افراد پر قادر ہونا ہے کیونکہ شئی کا وجود انہی افراد سے ہوتا ہے جیسے صرف انسان خارج میں کوئی شئی نہیں بلکہ زید، عمرو، بکر کا وجود ہی انسانی

---

= ان کی عبارات سے غلط مطلب کشید کرنا ہے۔ لیکن اگر یہ کشید مطلب صحیح بھی باور کرلیا جائے تو اس سے صرف یہی لازم آتا ہے کہ ان کے نزدیک مجبوری میں جھوٹ بولنا مباح ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل زبیر علی زئی صاحب کے محدث اعظم مولانا روپڑیؒ تو مذکورہ بالا بیان میں کئی موقعوں میں جھوٹ بولنے کو واجب کہہ رہے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ علی زئی صاحب ان پر کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں؟ دیدہ باید

ع لیکن مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے

نیز زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ہمیں اہل دیوبند سے یہ شکایت ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں (ماہنامہ ''الحدیث'': ۲۲/۵۵)

حالانکہ غیر مقلدین کے مشہور عالم مولانا اسماعیل سلفیؒ سابق امیر جمعیت اہل حدیث نے یہ اقرار کیا ہے کہ:

''حضرات دیوبند گالیاں دینے سے اور جھوٹ بولنے سے محفوظ ہیں''۔ (''تحریک آزادی فکر'' ص ۴۲۰)

اب زبیر علی زئی صاحب خود ہی فیصلہ کرلیں کہ وہ خود جھوٹ بول رہے ہیں یا یہ مقتدر غیر مقلد عالم؟

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

وجود ہے۔ پس جھوٹ پر قدرت سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ جھوٹ ''عیب'' ہو تو اس سے بچنا کمال ہوگا اور کمال اسی صورت میں ہوگا کہ اس پر قدرت ہو۔ اگر قدرت نہ ہو تو اس سے بچنے کے کچھ معنی ہی نہیں مثلاً کوزے میں پانی نہ ہو تو اس سے بچنے کے کیا معنی ''اہل سنت'' اس پر متفق ہیں کہ ''خیر اور شر کا خالق'' خدا ہے، اور اس میں شبہ نہیں کہ ''شر'' عیب ہے۔ لیکن اللہ کا اس کو پیدا کرنا ''عیب'' نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ جھوٹی کلام کرنا بھی اللہ کے لئے عیب نہ ہو۔ چہ جائیکہ اس پر قدرت عیب کی ہو۔

غرض اس قسم کی وجوہ بہت ہیں جو ''دیوبندیہ'' کے نظریہ کو ترجیح دیتے ہیں [1]۔

مولانا روپڑی کے اس طویل تبصرہ کے بعد زبیر علی زئی صاحب خود فیصلہ کرلیں کہ علمائے دیوبند بے شرم ہیں یا آپ خود؟

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نیز غیر مقلد محدث مولانا محمد گوندلویؒ نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ:

''امکان کذب'' سے وقوع کذب لازم نہیں آتا [2]۔

لھذا زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر یہ اعتراض بھی ان کے دوسرے اعتراضات کی طرح فضول ہے۔

---

[1] ''توحید الرحمٰن بجواب استمداد از عباد الرحمٰن'' (ص ۱۳۶ تا ص ۱۳۸) [2] ''خیر الکلام'' (ص ۲۶۷)

## ﴿۴﴾ غیر اللہ سے استعانت کا الزام

علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر اللہ میں سے کسی کو فاعل مستقل یا قادر بالذات یا مختار بعطائے الٰہی مان کر اس سے مدد مانگنا شرک ہے البتہ صرف اسباب کے درجہ میں کسی کو مددگار یا مشکل کشا کہنا یا سمجھنا شرک نہیں ہے۔علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ ان کی کتب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے[1]۔

---

[1] مثلاً حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:

جو استعانت واستمداد بالمخلوق باعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے،اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت نہ ہو معصیت ہے،اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے،خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت،اور جو استمداد بلا اعتقاد علم وقدرت نہ ہو مستقل نہ غیر مستقل،پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار،والماء،والواقعات التاریخیۃ،ورنہ لغو ہے۔
یہ کل پانچ قسمیں ہیں،پس استمداد ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لئے قسم ثالث ہے اور غیر صاحب کشف کے لئے محض ان حضرات کے تصور وتذکر سے قسم رابع ہے،کیونکہ اچھے لوگوں کے خیال کرنے سے ان کو اتباع کی ہمت ہوتی ہے اور طریق مفید بھی ہے اور غیر صاحب کشف کے لئے قسم خامس ہے۔(فتاویٰ امدادیہ ج ۵ ص ۳۶۴،۳۶۵)

نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قال اللہ تعالیٰ: اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔اس آیت مبارکہ میں چار جملے ہیں جو نداء مخلوق واستعانت بالمخلوق کی شرائط جواز کا فیصلہ کر رہے ہیں،جملہ اولیٰ سے شرائط علم اور ثانیہ سے اشتراط قدرت،اور ثالثہ سے اعتقاد تصرف مستقل کا(کہ فرد ہے شرک کی) انتفاء اور رابعہ سے خبر صحیح معتبر عند اھل البصیرۃ سے علم وقدرت کا ثبوت،اور یہی شرائط عقلی بھی ہیں جہاں احد الشرائط بھی منتفی ہوگا،نداء استعانت ناجائز ہوگا۔پھر عدم جواز کے مراتب حسب اختلاف ادلہ مختلف ہوں گے کہیں شرک ہوگا کہیں معصیت پھر کہیں خود خفیف ہوگا مگر عوام کے لئے مفسدہ بننے کے سبب شدید ہو جاوے گا،اور یہ سب تفصیل نداء حقیقی یعنی قصد اقبال منادی میں ہے۔اور نداء مجازی بمعنی محض تذکر یا تحسر وغیرہما میں اگر کوئی مفسدہ نہ ہو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے......الخ (ایضاح ۵ ص ۳۴۴) خود علی زئی نے مفتی محمد حنیف خالد دیوبندی صاحب کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے،جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل اور ذات کے اعتبار سے مددگار اور مشکل کشا اللہ تعالیٰ ہے لیکن اسباب کے درجہ میں کسی کو مددگار اور مشکل کشا کہنا جائز ہے۔زبیر علی زئی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:بعینہٖ یہی عقیدہ بریلویوں کا ہے۔("بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم" ص ۱۷) حالانکہ خود علی زئی ایک =





اب موجودہ غیر مقلدین جو خوف خدا سے بالکل عاری ہیں، علمائے دیوبند کی اس وضاحت کے باوجود ان حضرات کی بعض عبارات اور ان کے چند ذوقیہ اشعار کو لے کر۔ العیاذ باللہ۔ ان کو مشرک اور بدعقیدہ قرار دے کر اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ مثلاً زبیر علی زئی صاحب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند اشعار ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> حاجی صاحب نبی کریم ﷺ کو "مشکل کشا" کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کو مدد کے لئے پکار رہے ہیں۔ حاجی صاحب کا یہ عقیدہ "وایاک نستعین" اور اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (الفاتحہ:۵) کے سراسر خلاف ہے [۱]۔

اسی طرح زبیر علی زئی نے دیگر اکابرین (مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ) کے اشعار اور ان کی عبارات سے یہی تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ان کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

---

= منکر حدیث جس نے حضرت لوط علیہ السلام پر الزام لگایا کہ انہوں نے غیر اللہ سے مدد مانگی تھی، کے جواب میں لکھتے ہیں: ماتحت الاسباب مدد مانگنا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا شرک نہیں ہوتا۔ شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ میں کسی کو شریک کیا جائے یا اموات سے مافوق الاسباب مدد مانگی جائے لھذا منکرین حدیث کی طرف سے سیدنا لوط پر شرک کا الزام باطل ہے۔ ("الحدیث" ۲۴/۱۷، ۱۸) اس سے معلوم ہوا کہ زبیر علی زئی بھی علمائے دیوبند کے خلاف وہی پالیسی اختیار کیے ہوئے ہیں جو پالیسی حضرات انبیاء علیہم السلام کے خلاف منکرین حدیث کی ہے۔

[۱] "الحدیث" (۲۳/۴۲)

## علمائے غیر مقلدین اور استعانت غیر اللہ

حالانکہ اس طرح کے اشعار اور عبارات سے اگر زبیر علی زئی کے نزدیک علمائے دیوبند بدعقیدہ ہیں تو پھر غیر مقلدین کے اکابرین ان سے بڑھ کر بدعقیدہ ہیں کہ ان کے ہاں یہ سب چیزیں بہت سارے اضافوں کے ساتھ موجود ہیں: چند حوالے پیش قارئین ہیں:۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

ان خوابوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی ارواح سے بعد موت بھی بحکم و مرضی الٰہی تصرفات ہوتے ہیں، اور طرح طرح کے فیوض و برکات بھی۔ حضرات صوفیہؒ کا اس پر اتفاق ہے۔ اور اتفاق کے ساتھ بہ تواتر ان سے اس قسم کے واقعات منقول ہیں، جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر بعض اہل ظاہر نے جو سخت تشدد اور غلو رکھتے ہیں، ان امور کا انکار کیا ہے[۱]۔

نیز لکھتے ہیں:

انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اُن کی قبروں پر دعا کا سوال کر سکتے ہیں اسی طرح خواب میں اعمال کے انقطاع سے یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد ان کا کوئی عمل نامہ اعمال میں شریک نہیں کیا جاتا نہ یہ کہ وہ کوئی عمل ہی نہیں کر سکتے۔ احادیث صحیحہ سے انبیاء کے عمل بعد از موت ثابت ہیں اور اولیاء اللہ سے بعد از موت بھی طرح طرح کے فیوض اور برکات ہونا متواتر منقول ہے۔ ثابت بنانی کی قبر میں جھانکا تو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء اللہ نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر کہا اماں اسی وقت پروردگار کی بارگاہ میں جاؤ اور اس خلجی سلطان کا علاج کراؤ جس نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا اور اسی روز مغرب کے بعد سلطان مارا گیا [۲]۔

---

[۱] ''لغات الحدیث'' ''کتاب'' ذ'' ۲/۱۷ [۲] ایضا کتاب ''ج'' (۱/۴۵)

موصوف نے یہ بھی لکھا ہے کہ:

اس سے یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوگئی کہ جن امور پر مخلوق کو قدرت حاصل ہے ان میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا، پکارنا اور اس کی طرف متوجہ ہونا، اسی طرح ان میں غیر اللہ سے نفع نقصان کا عقیدہ رکھنا شرک اکبر نہیں ہے، نیز غیر اللہ سے اگر نفع اور نقصان کا خیال اس عقیدہ کے ساتھ ہو کہ جو کچھ بھی ہوگا اللہ کی اجازت اور حکم سے ہو تو یہ بھی شرک اکبر نہیں ہے [1]۔

حاشیہ میں لکھتے ہیں:

اور یہ کیسے شرک ہوسکتا ہے جبکہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ''وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (اور وہ لوگ اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے ذریعہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے) معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم سے وہ نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اسی ''جامع البیان'' کے مؤلف نے اپنی تفسیر کی ابتداء میں نبی کریم ﷺ سے مدد طلب کی ہے تو اگر غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مطلقاً شرک ہو تو تفسیر ''جامع البیان'' کے مؤلف کا مشرک ہونا لازم آئے گا۔ پھر کیسے ان کی تفسیر پر اعتماد کیا جا سکے گا، جبکہ تمام اہل حدیث ان کی تفسیر کو معتبر مانتے ہیں۔ [2]

علامہ وحید الزمان ''غیر مقلد'' غیر اللہ سے مانگنے اور انہیں پکارنے کے جواز پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أو دعاء غير الله تعالى بغلبة الحب والاستغراق دعاء لغويا بمعنى النداء وتنزيل الغائب منزلة الحاضر مثل قوله يا رسول الله او يا علي او يا حيدر الكرار او يا مدار او يا سلار او يا

[1] ''ہدیۃ المهدی من الفقه المحمدی'' (ص ۲۰) [2] ایضاً (حاشیہ)

محبوب اویاغوث ......... والاستعانة والاستغاثة فی امور یقدر علیها العباد بالصالحین من الاموات کالانبیاء والاولیاء ......... فهذا و امثاله لایُخرجُ المؤمن الاسلام [1]۔

اسی طرح غلبہ محبت یا استغراق کی کیفیت میں اللہ کے سوا کسی کو پکارا اور غائب کو حاضر کے درجہ میں سمجھا گیا مثلاً یارسول اللہ، یاحیدر، یاعلی، یامدار، یاسالار، یامحبوب، یاغوث جیسے الفاظ کہے ......... یاان امور میں غیر اللہ سے مدد طلب کی جن پر اللہ کے نیک بندے قادر ہوتے ہیں ......... تو یہ اور اس طرح کی دوسری چیزیں آدمی کو خارج از اسلام نہیں کرتی ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا میاں نذیر حسین صاحب ؒ لکھتے ہیں کہ:

ہاں اگر کبھی غلبہ محبت کی بنا پر یارسول اللہ، یاغوث الاعظم زبان سے نکل جائے تو جائز ہے [2]۔

غیر مقلدین کے محقق اعظم نواب صدیق حسن خان اپنی کتاب ''التاج المکلل'' میں ذکر کردہ بزرگوں کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اگر چہ یہ لوگ کمیت میں کم ہیں تاہم کیفیت میں بہت زیادہ ہیں اس لئے کہ یہی لوگ کامل مدد کا ذریعہ ہیں [3]۔

نیز نواب صاحب کے ایک طویل قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے:

ع یاسیدی یاعروتی وسیلتی ...... ویاعدتی فی شدة ورخائی

قدجئت بابك ضارعامتضرعا ...... متاوهابنفس الصعداء

مالئی ورائك مستغاث فارحمنی ...... یارحمة للعالمین بكائی

---

[1] ''ہدیۃ المهدی من الفقه المحمدی'' (ص ۱۶) [2] ''فتاوی نذیریہ'' (۱/۱۳۳) [3] ''التاج المکلل'' (ص ۲۰)

ترجمہ اشعار:۔اے میرے آقا!اے میرے سہارے اور وسیلہ!اور اے خوشحالی و بدحالی میں میری متاع!میں روتا گھڑ گھڑاتا اور ٹھنڈی آئیں بھرتا آپ کے در پر آیا ہوں!آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں!سو،اے رحمت للعالمین!میری گریہ وزاری پر رحم فرما [1]۔

نواب صاحب اپنے ان اشعار میں نبی کریم ﷺ سے مدد مانگ رہے ہیں اور صاف تصریح کر رہے ہیں کہ:آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں۔

''غیر مقلدین''''غیر اللہ سے مدد مانگنے میں ایسے غلو کا شکار ہوئے ہیں کہ خود اپنے اسلاف کو بھی حاجت روا مشکل کشا بنا دیا نواب صدیق حسن خان''غیر مقلد'' کے اشعار ملاحظہ ہوں:

شیخ سنت مدد دے.........قاضی شوکانی مدد دے [2]۔

اب زبیر علی زئی کو ان اشعار میں کوئی خرابی نظر نہیں آرہی لیکن اکابرین دیوبند کی کلام میں تنکا بھی ان کو شہتیر نظر آتا ہے۔چنانچہ حضرت نانوتویؒ صاحب کے اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

ان اشعار میں نانوتوی صاحب یہ عقیدہ بتا رہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی بھی نانوتوی صاحب کا حامی کار نہیں ہے لھذا وہ نبی ﷺ کو مافوق الاسباب پکار رہے ہیں.........الخ [3]۔

کاش ! علی زئی صاحب دیگر لوگوں پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے اپنے اکابر کی یہ عبارات اور ان کے کہے گئے یہ اشعار دیکھنے کی زحمت گوارا کر لیتے تو ممکن ہے کہ وہ اس طرح کے فتوی سازی اور چیلنج بازی کا مظاہرہ نہ کرتے۔اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب وہ میرا ہی گھر نہ ہو

---

[1] ''ہدیۃ المھدی''(ص۲۰) [2] ''بلغۃ الجبران''ص۳۵۴ [3] ''الحدیث''(۲۳:۴۳)

## وظیفہ ''یا عبد القادر شیئاً للہ'' اور غیر مقلدین

زبیر علی زئی صاحب نے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کے تذکرہ میں طنزاً یہ بھی لکھا ہے کہ آپ یا عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے بھی قائل تھے [۱]۔

حالانکہ خود زبیر علی زئی کے اکابرین بھی اس کو جائز کہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ سابق امیر جماعت اہل حدیث پاکستان کے حالات میں لکھا ہے کہ:

> ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا غزنوی پر جب مقدمہ چلا تو عدالت میں جسٹس منیر نے آپ سے سوال کیا کہ کیا آپ ''یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ'' کہنے والے کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ مولانا غزنوی نے فرمایا: اس کا انحصار کہنے والے کی نیت پر ہے ہر اس شخص کو جو یہ الفاظ زبان سے نکالتا ہے مشرک نہیں قرار دیا جا سکتا ابھی آپ نے یہ الفاظ زبان سے نکالے مگر آپ کو مشرک نہیں کہا جائے گا [۲]۔

پس جب خود غیر مقلدین کے نزدیک بھی صحیح نیت کے ساتھ یہ وظیفہ پڑھنا جائز ہے تو پھر کا علمائے دیوبند پر اعتراض کرنا فضول ہے۔ حالانکہ زبیر علی زئی کے ممدوح مولانا ارشاد الحق اثری نے علمائے دیوبند سے بحوالہ ''امداد الفتاویٰ'' (۴/۹۴) نقل کیا ہے کہ یہ وظیفہ صرف صحیح العقیدہ اور سلیم الفہم شخص کے لئے جائز ہے [۳]۔

---

[۱] ''تعداد رکعات قیام رمضان'' (ص ۵۶) [۲] ''نقوش عظمت رفتہ'' از مولانا محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد (ص ۵۶، ۵۸)، ''غزنوی خاندان'' از عبد الرشید عراقی غیر مقلد (ص ۱۰۷) [۳] توضیح الکلام (۱/۴۰۲)

## ﴿۵﴾ ''جہمیہ'' و ''مرجۂ'' کی موافقت کا الزام

زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر پانچواں الزام ''جہمیہ'' اور ''مرجۂ'' کی موافقت ہے حالانکہ علمائے دیوبند بحمد للہ نہ ''جہمیہ'' ہیں نہ ''مرجۂ'' علمائے دیوبند ''اہل السنت والجماعت'' کے مسلک اعتدال کے تر. مان ہیں۔

زبیر علی زئی نے ''جہمیہ'' اور ''مرجۂ'' کی موافقت کے عنوان کے ذیل یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علمائے دیوبند ''جہمیہ'' کی طرح صفات باری تعالیٰ میں تاویلات کرتے ہیں، اور ''مرجۂ'' کی طرح ایمان میں زیادتی ونقصان کے قائل نہیں ہیں۔ نیز وہ ''جہمیہ'' کے فرقہ ''ملتزمہ'' کی طرح خدا کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں [۱]۔

## ''غیر مقلدین'' کی ''جہمیہ'' ''مرجۂ'' ''شیعہ'' سے موافقت

زبیر علی زئی صاحب سے ہمیں یہ گلہ ہے کہ وہ اپنے گھر کی فکر کرنے کی بجائے دوسروں پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ خود اپنی جماعت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ یہ نام نہاد اہل حدیث جماعت خود کتنے اہل بدعت فرقوں کی آراء وافکار کا مجموعہ ہے۔

مولانا عبدالعزیزؒ غیر مقلد سابق سیکرٹری اہل حدیث ہند اس نام نہاد اہل حدیث جماعت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> آہ ! آج اہل حدیث کی حالت یہ ہے کہ جو شخص مذہب اہل حدیث میں معتزلہ و متکلمین کی تاویلات وتحریفات کی آمیزش کر کے اس کو اہل حدیث کی طرف سے پیش کرے اس کے لئے کوئی ملامت نہیں ہے، جو شخص صحابہ کرام کی تفسیر چھوڑ کر ابو مسلم معتزلی کی تفسیر کو اپنی کتاب کے لئے مایہ ناز سمجھتا ہو اس پر کوئی انکار نہیں ہے، جو شخص صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین اور محدثین کے

---

[۱] ملخصاً از: ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۱۸، ۱۹)



مسلک کے خلاف صفات باری تعالیٰ میں معتزلہ اور متکلمین کی تاویلات کو رائج کرتا ہو اس کے لئے کوئی زجر و توبیخ نہیں ہے۔ اپنی ابتداء اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے:

یا دل پہ کوئی زخم نہ تھا جز نمودِ داغ        یا اب بڑھ گیا ہے کہ ناسور ہو گیا [1]

نیز موصوف لکھتے ہیں:

آج جماعت اہل حدیث ایک جسم بلا روح رہ گئی بلکہ جسم کہتے ہوئے بھی قلم رکتا ہے، آج ہم میں تفرق وتشتت کی یہ حالت ہے کہ شاید ہی کسی جماعت میں اس قدر اختلاف وافتراق ہو۔ مذہبی احساسات وعقائد کی پختگی کا عشر عشیر بھی نظر نہیں آتا [2] ۔

اسی طرح موصوف نے اپنی جماعت کے علماء کے بارے میں تصریح کی ہے کہ:

ان لوگوں کو شرم کرنے چاہئے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور تقریروں میں جب مذہب اہل حدیث بیان کرتے ہیں تو حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے خاص طور پر لکڑی کی چپٹی بنا کر دکھلاتے ہیں کہ یہ سیدھی چپٹی مذہب اہل حدیث ہے جو صحابہ کرام تابعین ائمہ دین کے وقت سے برابر چلا آتا ہے اور یہ ٹیڑھی چپٹیاں دوسرے فرقے والے ہیں جو اسلام کے عہد مبارک اور صدر اول کے بعد ظاہر ہوئے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو وہی لوگ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کا مسلک چھوڑ چھاڑ کہیں متکلمین کی خوشہ چینی کرتے ہیں، کہیں معتزلہ، جہمیہ کی تقلید کرتے ہیں، اور کہیں متاخرین مقلدین کے در پر کاسہ گدائی لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ شرم! شرم! شرم [3] ۔

[1] ''فیصلہ مکہ'' (ص۲۴) [2] ایضاً (ص۴) [3] ''فتنہ ثنائیہ'' (ص۲۶)





اسی طرح مولانا عبدالاحدؒ غیر مقلد وغیرہ کے حوالے گزر چکے ہیں کہ موجودہ غیر مقلدین مثل ''جہمیہ'' اور ''شیعہ'' وغیرہ باطل فرقوں۔کے ہیں۔

## غیر مقلدین کے عقائد

زبیر علی زئی صاحب کی جماعت کا تعارف خود ان کے اکابرین سے کرانے کے بعد اب ہم ان عقائد ونظریات سے متعلق ان کے اکابرین کے اقوال وارشادات نقل کرتے ہیں کہ جن کی وجہ سے زبیر علی زئی صاحب نے علمائے دیوبند کو''مرجئہ'' و''جہمیہ'' کی موافقت کا طعنہ دیا ہے۔

### ۱۔ اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ موجود ہونا

''مرجئہ'' اور ''جہمیہ'' کی موافقت کے ذیل زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود مانتے ہیں اسپر خود ''غیر مقلدین'' کے اکابر کے خیالات ملاحظہ ہوں۔

(۱) علامہ محمد شوکانی رحمہ اللہ (م۱۲۵۵ھ) جن کے متعلق مولانا بٹالوی غیر مقلد لکھتے ہیں: فخر المتاخرین امام محمد بن علی شوکانی جن کا علم وکمال وامامت واستقامت اہل حدیثانِ زمانہ حال میں بالاتفاق مسلّم ہے [۱]۔

موصوف کے صفات باری تعالیٰ سے متعلق عربی حوالہ کا مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ غیر مقلد کے قلم سے مترجم اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

> خدا کی جن صفات کو سلف صالحین نے ظاہر پر جاری رکھا ہے جیسی کہ قرآن وحدیث میں آئی ہیں۔ان میں سے ایک صفت استواء ہے۔کتاب وسنت کی دلیلیں اس میں بہت ہیں۔جیسا ہم استواء اور اس جہت میں ہونے کے متعلق کہتے ہیں اسی طرح ہم آیات معیت هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ وغیرہ میں کہتے ہیں۔یعنی ہم ایسی آیات میں وہی کہتے ہیں جیسا قرآن میں آیا ہے کہ

---

۱ ''اشاعۃ السنۃ'' (۱۴/۸)

اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے،ہم اس کی تاویل میں تکلف نہیں کرتے جیسا کہ ہمارے غیر کرتے ہیں کہ اس سے مراد علم ہے کیونکہ یہ ایک تاویل ہے جو مذاہب خلف کے مخالف ہے۔اور صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کے بھی بالکل خلاف ہے۔جب تو سلامتی کے راستہ پر پہنچ گیا۔جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو اس سے آگے نہ گزر [۱]۔

مولانا ثناء اللہ غیر مقلد مذکورہ حوالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس عبارت کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ امام شوکانیؒ نہ تو استواء کی تاویل کرتے ہیں اور نہ معیت خداوندی کی تاویل کے قائل ہیں بلکہ ہر قسم کی تاویل پر صحابہ اور سلف صالحین کے مذاہب کے خلاف بتاتے ہیں۔یعنی ان کے نزدیک ھو معکم کی تاویل علم کے ساتھ کرنے والے مذاہب سلف کے ایسے ہی مخالف ہیں جیسے وہ لوگ جو استواء علی العرش کی تاویل کرتے ہیں [۲]۔

(۲) نواب صدیق حسن خان صاحبؒ (م ۱۸۹۰ء) جن کے متعلق مولانا امرتسری لکھتے ہیں:

ہندوستان کے نامور سلفی اہل حدیث مصنفین میں سے مولانا نواب صدیق حسن صاحب بھوپالی مشہور ترین ہیں [۳]۔نواب صاحب موصوف کا اس مسئلہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے قلم سے ایک مترجم اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ استواء علی العرش اور اللہ کا آسمان پر ہونا اور مخلوق سے مبائن ہونا اور اس کا قرب اور معیت اور جو بھی صفات آئی ہیں۔کیفیت بتانے اور علم وقدرت کے ساتھ تاویل کرنے کے بغیر ظاہر پر جاری ہیں۔کیونکہ تاویل کرنے کی کوئی دلیل شرعی وارد نہیں ہوئی [۴]۔

---

[۱] ''رسالہ التحف فی مذاہب السلف'' (ص ۱۳،۱۴) [۲] ''مظالم روپڑی'' (ص ۱۳) [۳] ایضاً
[۴] ''کتاب الجوائز والصلات'' ۲۶۲

مولانا امرتسری اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت قاضی شوکانی کی عبارت سے بھی واضح تر ہے۔ مطلب اس کا وہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا کہ عرش پر ہے ویسا ہی زمین پر ہے۔ رہا یہ امر کہ کیسے ہے۔ سو یہ سوال کیفیت سے ہے جو حوالہ بخدا ہے [۱]۔

اسی طرح مولانا امرتسری نے جماعت غیر مقلدین کے وکیل اعظم مولانا محمد حسین بٹالویؒ کی تائید سے علامہ محمد بن علی شوکانی سے بھی یہی عقیدہ نقل کیا ہے [۲]۔

خود مولانا امرتسری غیر مقلد اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں خدا کی صفت قرب و معیت کو اور اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمینوں میں ہونا بلا تاویل یقین کرتا ہوں [۳]۔

اب جس عقیدہ کو یہ اکابرین غیر مقلدین حق کہہ کر اس پر جمے ہوئے ہیں اور اس کو سلف صالحین کا مسلک قرار دے رہے ہیں، علی زئی اس عقیدہ کو باطل باور کر کے علمائے دیوبند کو اس کا الزام دے رہے ہیں۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

---

۱ ''مظالم روپڑی'' (۱۳) ۲ ایضاً: (۱۲) ۳ ایضاً (۱۱)

## (۲) ایمان میں کمی وزیادتی

زبیرعلی زئی نے دھوکہ دیتے ہوئے ایمان میں زیادتی اور کمی کے مسئلہ کوصرف ''مرجئہ'' کا مسلک قرار دیتے ہوئے علمائے دیوبند پرتنقید کی ہے، حالانکہ اہل السنّت والجماعت کے کئی جلیل القدر ائمہ بھی اسی کے قائل ہیں اوراس بابت حنفیہ اور مرجئہ کے درمیان آسمان اور زمین کا فرق ہے۔ باقرار علمائے غیر مقلدین حنفیہ کے مسلک کی تائید میں قرآن وحدیث سے دلائل موجود ہیں۔ چنانچہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحبؒ ارقام فرماتے ہیں:

> ایمان میں کمی بیشی کے مسئلہ کا مدار ایمان واعمال صالحہ کی درمیانی نسبت ہے اس کے متعلق علمائے اسلام میں اختلاف ہے جس کی تفصیل امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شرح صحیح بخاری میں لکھ دی ہے[۱]۔

نیز لکھتے ہیں:

> جس امر میں بزرگانِ دین کا اختلاف ہو۔اس میں ہم جیسے ناقصوں کا محاکمہ کرنا بری بات ہے۔لیکن چونکہ بزرگوں سے حسن تادب کی وجہ سے ہمارا فرض ہے کہ ان کے کلام کے صحیح محمل بیان کرکے ان سے الزام واعتراض کو دور کریں۔اور محض اپنی شخصی رائے سے نہیں بلکہ بزرگوں ہی کے اقوال سے جوقرآن وحدیث سے مستنبط ہیں۔جس کی تفصیل مختصراً یہ ہے کہ اعمال کے جزء ایمان ہونے یا نہ ہونے یعنی داخل ماہیت ایمان ہونے یا نہ ہونے کی بناء پرایمان واسلام کی درمیانی نسبت کے سمجھنے پر ہے کہ ہردوایک ہیں یا ان میں کچھ اختلاف ہے۔اوراس امر میں ائمہ دین میں جواختلاف ہے وہ معلوم علماء ہے۔جیسے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

---

۱ ''تاریخ اہل حدیث''(ص ۸۶)

نے اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے بھی شرح صحیح بخاری نہایت بسط سے بیان کر دیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر فریق کے پاس قرآن و حدیث سے دلائل ہیں۔ پس کسی فریق کو بھی ملامت نہیں کر سکتے [۲]۔

اس پر حاشیہ میں لکھتے ہیں:

خاکسار نابکار کہتا ہے کہ ایمان بحسب لغت تصدیق کو کہتے ہیں جو دل کا کام ہے......... الخ

نیز مولانا سیالکوٹی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ اور آپ کے تلامذہ پر ارجاء کی تہمت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض مصنفین نے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ آپ اہل السنّت کے بزرگ امام ہیں۔ اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ اور تورع پر گزری۔ جس سے کسی کو بھی انکار نہیں۔

## ارجاء اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

بے شک بعض مصنفین نے (خدا ان پر رحم کرے) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمھم اللہ کو رجال مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے۔ لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے [۲]۔

پھر اس کے بعد موصوف نے بڑی تفصیل اور مستند حوالہ جات سے آپ پر اور آپ کے تلامذہ پر اس الزام کو رفع کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ آپ کے مسلک اور فرقہ مرجیہ کے مسلک میں بہت فرق ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرجیہ کے نزدیک جس شخص نے زبان سے اقرار کر لیا اور

---

[۱] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص ۸۸) [۲] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص ۷۷ تا ۹۵)

دل سے تصدیق کر لی اس کو کوئی معصیت بالکل ضرر نہ دے گی۔ اور آپ اور دیگر بعض ائمہ اہل سنت و الجماعت کا یہ مسلک ہے کہ عمل ایمان کی جزء نہیں مگر ثواب وعتاب اس پر مرتب ہوتا ہے [۱]۔

اور آخر میں مولانا نے بحوالہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ غیر مقلد مرجئہ کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

> (۱) مرجئۃ البدعیۃ (۲) مرجئۃ السنۃ (جو مسلک ائمہ اہل سنت والجماعت کی طرف منسوب ہے) اور یہ وضاحت کی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اصحاب ابی حنیفہ رحمہ اللہ کو ''مرجئہ'' کی جس قسم میں شمار کیا ہے اس سے مراد قسم ثانی ہے [۲]۔

جن ائمہ کے نزدیک ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے، ان میں امام بخاری بھی ہے۔ مولانا عبدالسلام مبارکپوری'' غیر مقلد آپ کے نظریہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ہم یہ مانتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو الایمان قول وعمل، میں خاص قسم کا کد اور تشدد تھا جس کی شہادت صحیح بخاری کی کتاب الایمان سے بھی ملتی ہے [۳]۔

---

[۱] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص ۷۷تا۹۵) [۲] ایضاً (ص ۹۴، ۹۵) [۳] ''سیرت البخاری'' (ص ۱۴۰)

## ﴿۳﴾ صفاتِ باری تعالیٰ میں جائز تاویلات

زبیر علی زئی نے ''مرجئہ'' اور ''جہمیہ'' کی موافقت کے ذیل علمائے دیوبند رحمھم اللہ پر جو تیسرا الزام لگایا ہے وہ صفات باری تعالیٰ میں (جائز) تاویلات کرنا ہے، اور اس کی وجہ سے انہوں نے علمائے دیوبند کو جہمیہ فرقہ کا مذہب اختیار کرنے کا طعنہ دیا ہے [۱]۔ حالانکہ یہ زبیر علی زئی کی جہالت ہے ورنہ خود ان کے اپنے علماء نے بھی صفاتِ باری تعالیٰ میں جائز تاویلات کرنے کو درست کہا ہے اور اس کو صحابہ کرام ﷺ اور اہل حدیث کا مذہب قرار دیا ہے۔ ذیل میں مسئلہ صفاتِ باری تعالیٰ کی تاویل کے بارے میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ غیر مقلد کی ایک عبارت کا ترجمہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد کے قلم سے ملاحظہ کریں۔

چنانچہ علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

> اس قسم میں (آیات صفات کی تاویل میں) علمائے امت کے تین مذہب ہیں۔ (اول) یہ کہ ان میں تاویل کو کوئی دخل نہیں بلکہ ان کو ان کے ظاہر پر جاری کیا جاوے اور ان میں سے کسی کی بھی تاویل نہ کی جائے۔ اور یہ قول مشبہین کا ہے۔ (دوسرا) یہ کہ ان کی کوئی تاویل تو ضرور ہے لیکن اس تاویل سے رکے رہتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تشبیہ (کسی کی طرح ہونے) اور تعطیل (صفات سے معطل وخالی ہونے) سے پاک ہے۔ بدیں قولِ الٰہی ''وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ'' ابن برہان نے کہا سلف کا یہی قول ہے۔ (اور تیسرا مذہب یہ ہے) کہ یہ آیات قابل تاویل ہیں، ابن برہان (مذکور) نے کہا ان مذاہب (مذکورہ بالا) میں سے پہلا مذہب یعنی تشبیہ تو باطل ہے اور دوسرے دونوں صحابہ سے منقول ہیں۔ اور یہ تیسرا

[۱] بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (ص ۱۸)

مذہب یعنی تاویل والا حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے منقول ہے[1]۔

اس کے بعد مولانا سیالکوٹی صاحب اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

بعض لوگوں کا خیال اب بھی ہے اور پہلے بھی رہا ہے کہ اہل حدیث مطلقاً (صفاتِ باری تعالیٰ کی) تاویل کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن ان کی یہ رائے مسئلہ صفات کو تفصیلاً نہ سمجھنے اور ائمہ اہل حدیث کی تصریحات وتشریحات کو نہ جاننے کے سبب ہے۔ بلکہ صفات فعل میں جہاں کوئی قطعی دلیل عقلی یا نقلی پر مجبور کرے وہاں اہل حدیث بھی تاویل کرتے ہیں [2]۔

نیز اس بابت حافظ ابن حزم رحمہ اللہ اور امام بیہقی رحمہ اللہ وغیرہ کے حوالے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ان پر دو ائمہ اہل حدیث کی تصریحات سے صاف ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث کو تاویل سے بہر صورت انکار نہیں۔ بلکہ وہ صرف ان باطل تاویلوں سے انکار کرتے ہیں..........الخ [3]۔

پس جب خود غیر مقلدین کے اپنے اکابر اقرار کر رہے ہیں کہ صفاتِ باری تعالیٰ میں جائز تاویل کرنے کا مذہب بعض صحابہ کرام کا بھی ہے اور خود اہل حدیث کو بھی اس سے انکار نہیں تو پھر اگر علمائے دیوبند نے یہ لکھ دیا کہ صفاتِ باری تعالیٰ کی جائز تاویل کرنا بھی درست ہے تو اس پر علی زئی صاحب وغیرہ کا ان کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا کرنا چہ معنی دارد؟

---

[1] ''ارشاد الفحول'' (ص۱۶۴) بحوالہ: ''تاریخ اہل حدیث'' (ص۳۱۸) [2] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص۳۲۳)

[3] ایضاً (ص۳۲۶)

الحاصل :۔علی زئی صاحب جن تین مسائل (۱) اللہ ہر جگہ موجود ہے،(۲) ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور (۳) صفاتِ باری تعالیٰ کی جائز تاویل درست ہے۔کی وجہ سے علمائے دیوبند پر ''جہمیہ'' اور ''مرجۂ'' کی موافقت کا الزام لگایا ہے ان تینوں مسائل کو غیر مقلدین اکابر بھی درست قرار دے رہے ہیں اور وہ خود بھی اسی عقیدہ کے قائل ہیں۔

لھذا علی زئی صاحب کو چاہیے کہ علمائے دیوبند پر بدعتی ہونے کا فتویٰ دائر کرنے سے پہلے اپنے اکابر کی خبر لے۔دیدہ باید

دوسروں پر طعن کرتے ہو اپنے گھر کی خبر نہیں
تم سا احمق تو دنیا میں کوئی بشر نہیں

## ﴿٦﴾ اکابر پرستی اور غلو کا الزام

علمائے دیوبند اپنے اسلاف، اکابر سے عقیدت، محبت اور اتباع کو سرمایہ دارین سمجھتے ہیں اور قرآن وسنت کے سمجھنے میں اکابر کی تعلیمات کے اتباع کو اہمیت دیتے ہیں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ اولیاء کرام، صوفیائے عظام کا طبقہ مسلک علمائے دیوبند کی رو سے امت کے لئے روحِ رواں کی حیثیت رکھتا ہے جن سے اس امت کی باطنی حیات وابستہ ہے جو اصل حیات ہے اس لئے علماءِ دیوبند ان کی محبت وعظمت کو ایمان کے تحفظ کے لئے ضروری سمجھتے ہیں مگر غلو کے ساتھ اس محبت وعقیدت میں انہیں ربوبیّت کا مقام نہیں دیتے، ان کی تعظیم شرعاً ضروری سمجھتے ہیں لیکن اس کے معنی عبادت کے نہیں لیتے کہ انہیں یا ان کی قبروں کو سجدہ ورکوع وطواف ونذر یا منت، یا قربانی کا محل بنالیا جائے [1]۔

### غیر مقلدین کی اکابر پرستی اور غلو

زبیر علی زئی صاحب نے علمائے دیوبند پر الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

دیوبندی حضرات اپنے اکابر کے بارے میں سخت غلو کرتے ہیں [2]۔

علمائے دیوبند کا مؤقف تو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند'' کے حوالہ سے مذکور ہوا ہے اب خود ''غیر مقلدین'' اپنے اکابر سے کس غلو کی عقیدت رکھتے ہیں اور کس قدر اکابر پرستی میں مبتلا ہیں۔ ملاحظہ ہو، چنانچہ ''غیر مقلدین'' کے امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے دعوٰی کیا ہے کہ:

اہل حدیث جو کچھ کرتے اور جو کچھ کہتے ہیں سب حدیث رسول ﷺ کی بنا پر کرتے

---

[1] ''مسلک علمائے دیوبند'' (ص ۲۸، ۲۹)   [2] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۱۹)





اور کہتے ہیں۔اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں [۱]۔

خود زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

میں اور میرے تمام ساتھی علی الاعلان اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مذہب اہل حدیث ہی حق ہے، اس کے علاوہ تمام مذاہب باطل ہیں چاہے وہ دیوبندیوں کا مذہب ہو یا شیعوں خارجیوں کا، والحمدللہ ہمیں تو اپنے دین ومذہب کے مکمل سچا ہونے کا پورا یقین ہے مگر آپ لوگ یعنی آل دیوبندیہ سمجھتے ہیں کہ دیوبندیوں کا مذہب درست ہے مگر اس میں خطا کا احتمال ہے [۲]۔

اب زبیر علی زئی نے خود تسلیم کر لیا کہ حضرات دیوبند کی بجائے خود غیر مقلدین اکابر پرستی اور غلو میں مبتلا ہیں۔

ع میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نیز مشہور غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان نے زبیر علی زئی وغیرہ جیسے نام نہاد اہل حدیثوں کے اس غلو کے بارے میں کیا خوب لکھا ہے کہ:

ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدھم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا بس اس کے پیچھے پڑھ گئے۔ برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا غور کرو اور انصاف سے کام لو۔ جب تم نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے؟ ہمارے پیشوا اہل حدیث ان کے سوا اور بہت سے گزرے ہیں، جیسے امام ابن حزم ظاہری، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام

---

[۱] ''واضح البیان'' (ص ٥٦٠) [۲] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص ٦٥)

داوٗد ظاہری، اسحاق بن راھویہ، امام بخاری، شیخ جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام سخاوی، محمد بن اسماعیل امیر، شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ۔ اگر ہم دلائل پر غور کر کے کسی مسئلہ میں ان بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اتفاق کریں تو کونسا گناہ لازم آیا اور وہ کیوں قابل ملامت ٹھرے، لاحول ولا قوۃ الا باللہ [1]۔

نیز لکھتے ہیں:

بعض اہل حدیث ایسے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کی تقلید سے تو بھاگے لیکن ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور مولوی اسماعیل صاحب دھلوی اور نواب صدیق حسن خان صاحب موحوم کی تقلید اندھادھند کرتے ہیں۔ اُن کی مثال ایسی ہے فرمن المطر وقام تحت المیزاب یاصلت علی الاسعد وبلت عن النقذ [2]۔

ان اقتباسات کے بعد علی زئی صاحب خود فیصلہ کرلیں کہ دیوبندی اکابر پرستی اور غلو کرتے ہیں یا آپ نام نہاد اہل حدیث؟

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

باقی زبیر علی زئی نے حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی نانی صاحبہ کا واقعہ جو ذکر کیا ہے اس کا تعلق کرامات سے ہے۔ اور اولیاء اللہ کی کرامات کا انکار کرنا سوائے جہالت اور حماقت کے اور کچھ نہیں ہے۔ خود غیر مقلدین نے اپنے اکابرین کی بڑی بڑی کرامتیں ذکر کی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' (ص ۲۱۱ تا ۲۲۱)

---

[1] ''لغات الحدیث'' (ج ۲، کتاب ص ص ۱۲، ۱۳) [2] ایضاً (ج ۱، کتاب د ص ۲۱)

## ﴿۷﴾ توہین حدیث وصحابہ کرام ﷺ کا الزام

زبیر علی زئی صاحب نے علمائے دیوبند پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ یہ حضرات احادیث، صحابہ ؓ وغیرہ کی گستاخیاں کرتے ہیں [1]۔

حالانکہ یہ علی زئی کا حضرات دیوبند پر افتراء ہے۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم ''دارالعلوم دیوبند'' لکھتے ہیں:

> حدیث کے سلسلے میں بھی علماءِ دیوبند کا مسلک نکھرا ہوا اور صاف ہے اور اس میں وہی جامعیت اور اعتدال کا عنصر غالب ہے جو دوسرے مقاصد دین میں ہے بنیادی بات یہ ہے کہ وہ حدیث کو چونکہ قرآن کریم کا بیان اور دوسرے درجہ میں مصدر شریعت سمجھتے ہیں اس لئے کسی ضعیف سے ضعیف حدیث کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بشرطیکہ وہ قابل احتجاج ہو۔ حتی کہ متعارض روایات کے سلسلہ میں بھی ان کی سب سے پہلی سعی اخذ وترک کے بجائے تطبیق وتوفیق اور جمع بین الروایات کی ہوتی ہے تاکہ ہر حدیث کسی نہ کسی طرح عمل میں آجائے، متروک نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک سلسلہ روایات میں اِعمال اولا ہے اِہمال سے پھر اسی جامعیت مسلک کے تحت حسب اصول، حنفیہ متعارض روایات میں رفع تعارض کی جس قدر اصولی صورتیں ائمہ اجتہاد کے یہاں زیر عمل ہیں وہ سب کی سب موقعہ بہ موقعہ مسلک علماءِ دیوبند میں جمع ہیں [2]۔

---

[1] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (۲۲:۲۱:۲۰) [2] ''مسلک علمائے دیوبند'' (ص ۴۵)

## صحابہ کرامؓ

نبی کریم ﷺ کے بعد مقدس ترین طبقہ نبی ﷺ کے بلاواسطہ فیض یافتہ اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے جن کا اصطلاحی لقب صحابہ کرامؓ ہے خدا اور رسول نے من حیث الطبقہ اگر کسی گروہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صرف حضرات صحابہ کرامؓ کا طبقہ ہے ان کے سوا کسی طبقہ کو من حیث طبقہ مقدس نہیں فرمایا اور طبقہ کے طبقہ کی تقدیس کی ہو مگر اس پورے کے پورے طبقہ کو راشد و مرشد راضی و مرضی، تقی القلب، پاک باطن، مستمر الاطاعت، محسن وصادق، اور موعود بالجنۃ، فرمایا پھر ان کی عمومی مقبولیت وشہرت کو کسی خاص قرن اور دور کے ساتھ مخصوص اور محدود نہیں رکھا بلکہ عمومی گردانا، قطبہ سابقہ میں ان کے تذکروں کی خبر دے کر بتلایا کہ وہ اگلوں میں بھی جانے پہچانے لوگ تھے اور قرآن کریم میں ان کے مدا ح ومناقب کا ذکر کر کے بتلایا کہ وہ پچھلوں میں بھی جانے پہچانے ہیں اور قیامت تک رہیں گے جب تک قرآن کریم رہے گا، زبانوں پر، دلوں میں ہر وقت کی تلاوت میں، پنج وقتہ نمازوں میں، خطبات وموعظات میں، مسجدوں میں اور معبودوں میں، مدرسوں اور خانقاہوں میں، خلوتوں اور جلوتوں میں، غرض جہاں بھی اور جب بھی اور جس نوعیت سے بھی قرآن کریم پڑھا جاتا رہے گا، وہی ان کا چرچا اور امت پر ان کا تفوق نمایا ں ہوتا رہے گا۔ پس بلحاظِ مدح وثناوہ امت میں یکتا و بے نظیر ہے جن کی انبیاء کے علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد اول وآ خر کوئی نظیر نہیں ملتی مگر علماءِ دیوبند نے اپنے اس مسلک میں جو صحابہ کرامؓ کی بابت عرض کیا گیا، رشتہ اعتدال کو ہاتھ نہیں جانے دیا اور کسی گوشہ سے بھی اس میں افراط وتفریط اور غلو کو آنے نہیں دیا۔ مثلاً اس عظمت وجلالت کے معیار سے



صحابہ کرام ﷺ میں تفریق کے قائل نہیں کہ کسی لائق محبت سمجھے اور کسی کو معاذ اللہ لائق عداوت سمجھے کسی کی مدح میں رطب اللسان ہوں، اور عیاذ اباللہ کسی کی مذمت میں، یا تو انہیں سب وشتم اور قتل وغارت کرنے پر اتر آئے۔ اور ان کا خون بہانے میں بھی کسر نہ چھوڑے اور یا پھر ان میں سے بعض کو نبوت سے بھی اونچا مقام دینے پر آجائیں۔ انہیں معصوم سمجھنے لگیں حتیٰ کہ ان میں سے بعض میں حلول خداوندی ماننے لگیں۔ علماءِ دیوبند کے مسلک پر یہ سب حضرات مقدسین تقدس کے انتہائی مقام پر ہیں۔ مگر نبی یا خدا نہیں۔ بلکہ بشریت کی صفات سے متصف، لوازمِ بشریّت، اور ضروریاتِ بشریٰ کے پابند ہیں، مگر عام بشر کی سطح سے بالاتر کچھ غیر معمولی امتیازات تک نہیں پہنچ سکے، یہی وہ نقطۂ اعتدال ہے جو حضرات صحابہ کرام ﷺ کے بارہ میں علماء دیوبند نے اختیار کیا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک تمام صحابہ کرام ﷺ شرفِ صحابیّت اور صحابیّت کی برگزیدگی میں یکساں ہیں اس لئے محبت وعظمت میں بھی یکساں ہیں البتہ ان میں باہم فرق مراتب بھی ہیں لیکن یہ فرق چونکہ نفسِ صحابیّت کا فرق نہیں اس لئے اس سے نفسِ صحابیّت کی محبت وعقیدت میں بھی فرق نہیں پڑسکتا۔

پس اس مسلک میں الصحابة کلهم عدول۔ (صحابہ کرام ﷺ سب کے سب عادل تھے) کا اصول کارفرما ہے جو اس دائرہ میں اہل السنّت والجماعت کے مسلک کا جو بعینہٖ مسلک کے علماءِ دیوبند ہے۔ اولین سنگِ بنیاد ہے[1]۔

''علمائے دیوبند'' حدیث اور صحابہ کرام ﷺ کا کتنا احترام کرتے ہیں آپ نے ملاحظہ کیا اب ''غیر مقلدین'' کے ٹولہ کو دیکھیے جو سب سے بڑا گستاخ ہے اور ان کے حملوں سے نہ احادیث محفوظ ہیں اور نہ صحابہ کرام ﷺ اور نہ دیگر اکابرین امت۔

---

[1] ''مسلک علمائے دیوبند'' (ص ۲۱، ۲۲، ۲۳)

## غیر مقلدین کی طرف سے صحابہ کرامؓ کی گستاخیاں

ہندوستان میں فرقہ غیر مقلدیت کے بانی مولوی عبدالحق بنارسی کا ایک بیان مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے جس میں اس نے صحابہؓ کی توہین کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''ان کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں اور ہم کو سب حدیثیں یاد ہیں اور ان کا علم کم تھا اور ہمارا علم بڑا ہے'' [۱]۔

نیز اس بدبخت نے حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین کرتے ہوئے یہ بکواس کی ہے کہ:

''عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر مرتد ہوئی اور اگر بے توبہ مری تو کافر مری'' [۲]۔

علامہ وحیدالزمان غیر مقلد صحابہؓ کی توہین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعض صحابہؓ نے ایسے کام بھی کئے ہیں جو شرعاً اور عقلاً ہر طرح مذموم ہیں'' [۳]۔

نیز لکھتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہؓ فاسق ہیں، جیسا کہ ولید اور اسی کے مثل کہا جائے گا معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن عاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندبؓ کے حق میں [۴]۔

نیز لکھتے ہیں:

''خلفائے راشدینؓ کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا'' [۵]۔

اسی طرح لکھا ہے کہ:

''ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہؓ کی تعریف و توصیف کرے'' [۶]۔

---

[۱]، [۲] ''کشف الحجاب'' (ص۲۱) بحوالہ: ''مقدمہ رسائل اہل حدیث'' (۲۹/۱)

[۳] ''لغات الحدیث'' (ج۲، کتاب ص، ص۱۹) [۴] ''نزل الابرار'' (ج۳ ص۹۴)

[۵] ایضاً (۳۱۸/۲) [۶] ''لغات الحدیث''

اسی طرح انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے حضرت اور رضی اللہ عنہ وغیرہ کلمات تعظیم کہنے سے بھی منع کیا ہے [1]۔

حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں جہلم اپنی کتاب ''سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ'' میں جا بجا حضرات اہل بیت کی سخت توہین کی ہے۔ مثلاً اسی کتاب میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

''سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی نام نہاد خلافت اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ''

اس عنوان کے ذیل میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے مستحق نہیں تھے اور آپ کی خلافت صحیح نہیں تھی۔ العیاذ باللہ۔

رسول خدا ﷺ کے نواسوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو زمرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے خارج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی یا اندھا دھند تقلید کی خرابی ہے [2]۔

ایک انتہائی متعصب غیر مقلد ابو الاشبال شاغف نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قرآن وسنت کی مخالفت کا الزام لگاتے ہوئے اپنی خباثت کا یوں اظہار کیا ہے کہ:

جب حضرت عثمان نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو اپنی صواب دید اور اجتہاد سے امیر جہاد مقرر کیا تو ۳۱ھ میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ نے ان کی مخالفت شروع کردی اور اس کا نتیجہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و علی کی شہادت اور جنگ وجدال کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے نص صریح کو چھوڑ کر قیاس واجتہاد پر عمل کرنے کا [3]۔

---

[1] ''لغات الحدیث'' [2] ''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ'' (ص ۲۳) [3] مقالات شاغف (ص ۲۸۲)

اسی طرح اس بد بخت نے حضرت معاویہ ﷜ پر بھی قرآن وسنت کی مخالفت کا الزام لگایا ہے [۱]۔

خود زبیر علی زئی نے جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی توہین کی ہے چنانچہ آپ ﷜ کے بارے میں گستاخی کرتے ہوئے اور متعہ جیسے زنا کا جواز ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> حضرت ابن عباس سے بھی متعہ کا جواز مروی ہے اور اکابر صحابہ ﷜ نے ان پر اس مسئلہ میں سخت تنقید کی ہے [۲]۔

حالانکہ بقول علامہ وحید الزمان غیر مقلد حضرت ابن عباس نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا [۳]۔

زبیر صاحب ع دیگر را نصیحت خود را فضیحت

---

[۱] مقالات شاغف (ص۲۸۲) [۲] "نور العینین" (ص۳۹)

[۳] "لغات الحدیث" (ج۴، کتاب م ، ص۱۰)

## غیر مقلدین کی طرف سے ائمہ مجتہدین کی گستاخیاں

غیر مقلدین ائمہ مجتہدین خصوصاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں بھی گستاخیاں کرنا اپنا فریضہ مذہبی سمجھتے ہیں۔اس کا شکوہ خود ان کے اپنے اکابر نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ مشہور بزرگ غیر مقلد عالم مولانا داؤد غزنویؒ سابق امیر جماعت اہل حدیث فرماتے ہیں:

دوسروں لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے [۱]۔

نیز فرماتے ہیں:

جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے، ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے، کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہہ دیتا ہے، پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے، یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اور اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے، جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے۔ یَا غُرْبَةَ الْعِلْمِ اِنَّمَا اَشْكُوْبَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَى اللّٰهِ [۲]۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دھلویؒ ایسے نام نہاد اہل حدیثوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

کچھ ائمہ مجتہدین کو گالی وغیرہ دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو حنفی یا

---

[۱] ''سوانح مولانا محمد داؤد غزنویؒ '' (ص ۸۷) از: ''ابوبکر غزنویؒ '' [۲] ایضاً (۱۳۶)

شافعی کہنا شراب نوشی یا زنا کاری سے بھی بڑا گناہ سمجھتے ہیں، خدا کی پناہ اور اپنے متعلق دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم حدیث پر عمل کرتے ہیں، ان کا جواب تو یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنا تو صحیح ہے لیکن ائمہ مجتہدین کو برے الفاظ سے یاد کرنا بے دینی اور گمراہی ہے [۱]۔

مولانا عبدالواحد خانپوریؒ اور مولانا وحیدالزمان وغیرہ علمائے غیر مقلدین کے حوالے بھی گزر چکے ہیں کہ گروہ غیر مقلدین جو اپنے تئیں اہل حدیث کہلاتے ہیں، ائمہ مجتہدین کے گستاخوں کا ٹولہ ہے۔

ع والفضل ماشهدت به الاعداء

## ائمہ حدیث کی گستاخیاں

فرقہ غیر مقلدین بظاہر تو محدثین کی جماعت سے ڈانڈے ملاتا ہے لیکن اندر سے یہ لوگ محدثین کے بھی پکے گستاخ ہیں۔ اس فرقہ کی ایک مشہور شاخ جماعت غربائے اہل حدیث (جس کی ضلعی امارت کا شرف علی زکی صاحب کو حاصل ہے [۲]۔) کے بارے میں پروفیسر مبارک غیر مقلد لکھتے ہیں: جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی صرف یہی مقصد نہیں بلکہ ''تحریک مجاہدین'' یعنی سیّد احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا [۳]۔

یہی حال اس فرقہ کی دیگر جماعتوں کا ہے۔

محدثین کے بارے میں بطور نمونہ مشتے از خروارے ان کی چند گستاخیاں ملاحظہ کریں۔

امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ (م ۱۹۸ھ) جو حدیث و اسماء الرجال کے بلند پایہ اور مسلمہ امام ہیں، اور مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ غیر مقلد نے لکھا ہے کہ فن اسماء الرجال کا سنگ

---

[۱] ''فتاویٰ نذیریہ'' (۱/۱۸۳) [۲] ''نور العینین'' (مصنف کا تعارف ص ۱۱) طبع سوم

[۳] ''علمائے احناف اور تحریک مجاہدین'' (ص ۴۸)

بنیاد یحییٰ بن سعید قطان نے رکھا [1]۔

اس جلیل القدر امام کے اسماء الرجال سے متعلق ایک قول کا رد کرتے ہوئے مولانا وحید الزمانؒ غیر مقلد لکھتے ہیں:

یہ قول یحییٰ کا باطل اور منجملہ نزغات شیطانی ہے [2]۔

نیز لکھتے ہیں:

یحییٰ بن سعید قطان نے بڑی بے ادبی کی ہے جو کہتے ہیں: فی نفسی منہ شیء ومجالد احب الی منہ [3]۔

نیز موصوف حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۲۵۶ھ) پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق سے جو ابن رسول اللہ ہیں ان کی روایت میں شبہ کرتے ہیں [4]۔

نیز لکھتے ہیں:

بخاری رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت نہیں کی اور مروان وغیرہ سے روایت لی جو اعدائے اہل بیت علیہم السلام تھے [5]۔

حدیث رسول ﷺ کے مدوّن اوّل اور صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث کے مرکزی راوی حضرت امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ (م ۱۲۵ھ) کے بارے میں حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد بکواس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن شہاب منافقین وکذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ

---

[1] ''سیرۃ البخاری'' رحمہ اللہ (ص ۲۸۱) [2] ''لغات الحدیث'' (ج ۲، کتاب ص ص ۳۹)
[3] ایضاً (ج ۱، کتاب ''ج'' ص ۶۱) [4] ایضاً [5] ایضاً (ج ۲، کتاب ''ص'' ص ۳۹)

تھے اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہی کی طرف منسوب ہیں [۱] ۔

یہی حکیم صاحب حافظ کبیر، محدث شہیر امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (م ۲۷۹ھ) پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مسلم سے تقریباً ۲۱ برس بعد ابوعیسیٰ محمد ترمذی نے یہ وضعی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم کی وفات کے بعد کسی سبائی ٹکسال میں انہیں گھڑا گیا ہے [۲] ۔

علی زئی کے ممدوح مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد امام دارالھجرہ حضرت مالک بن انس پر جارحانہ حملہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام مالکؒ کے متعلق بھی اہل علم کو شکوہ ہے کہ وہ ناروا ائمہ ثقات ومعروفین پر کلام کرتے ہیں اور ان سے روایت نہیں لیتے [۳] ۔

علم حدیث کے عظیم المرتبت امام حافظ ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ (م ۳۲۱ھ) پر تنقید کرتے ہوئے غیر مقلد مناظر مولوی عبدالعزیز ملتانی لکھتے ہیں:

آپ امام مزنی کے بھانجہ اور شاگرد ہیں اپنے ماموں سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر حنفی ہو گئے پھر کیا تھا حنفی مذہب کی حمایت اور تائید میں ایک مستقل کتاب بنام ''معانی الآثار'' لکھ ماری جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تضعیف کر کے احناف کی رضا جوئی حاصل کی [۴] ۔

## زبیر علی زئی کی آئمہ حدیث کے خلاف گستاخانہ زبان:

خود زبیر علی زئی نے اپنے پیش رو غیر مقلدین کی تقلید میں متعدد ائمہ حدیث کی گستاخیاں کی ہیں۔ مثلاً امام دارالھجرۃ حضرت مالک بن انس نے ایک راوی پر جرح کی تو اس کے جواب

---

[۱] ''صدیقہ کائنات'' (ص ۱۰۷) [۲] ایضاً (ص ۱۱۸) [۳] ''توضیح الکلام'' (۲۶۷/۱)

[۴] ''فیصلہ رفع یدین'' (ص ۱۰) بحوالہ: ''حدیث اور اہل حدیث'' (ص ۱۱۱)

میں زبیر علی زئی نے امام مالک کی نیت پر حملہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

امام مالک وغیرہ نے ذاتی دشمنی کی وجہ سے انہیں شدید جروح کا نشانہ بنایا ہے[۱]۔

امام ترمذی کا حدیث میں جو مقام ہے وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں ہے، امام موصوف نے ایک حدیث (جو زبیر علی زئی کے مسلک کے خلاف ہے) کو صحیح اور حسن قرار دیا تو زبیر علی زئی اس پر ان کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں:

ابن جریج مدلس کی یہ روایت "عن" سے ہے اور عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ (غیر صحیحین میں) مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ لھذا یہ روایت ضعیف ہے۔ ابن جریج کی تدلیس کے باوجود امام ترمذی کا اسے "حسن صحیح غریب" کہنا عجیب وغریب ہے [۲]۔

گویا زبیر علی زئی کی نظر میں امام ترمذی جیسے محدث کا مقام عام طالب علموں سے بھی کم ہے۔

ع برین عقل و دانش بباید گریست

جلیل القدر محدث امام اسحاق بن ابی اسرائیل کو زبیر علی زئی نے قلیل العقل (کم عقل) قرار دیا ہے [۳]۔

اسی طرح زبیر علی زئی جلیل القدر محدث امام ابن الترکمانی رحمہ اللہ کی توہین کرتے ہوئے ان کے خلاف یہ عنوان قائم کیا ہے:

ابن الترکمانی کی چیرہ دستیاں [۴]۔

محدث کبیر حافظ عبد القادر قرشیؒ (م ۷۷۵ھ) جو علامہ عراقیؒ (استاذ حافظ ابن حجرؒ) وغیرہ جیسے ائمہ حدیث کے استاد ہیں۔ امام محمد بن احمد الفاسیؒ (م ۸۳۲ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں: وکان ذا عنایة بالفقه، والحدیث، وغیر ذالك، ولدیه فضل [۵]۔

---

[۱] "الکوکب الدریہ" (ص ۴۲) [۲] ایضاً (ص ۳۳) [۳] "نور العینین" طبع سوئم ۲۰۰۵ء، (ص ۲۲۸)
[۴] ایضاً (ص ۱۳۹) [۵] "ذیل التقیید" (۱۴۰/۲)

حافظ ابو الفضل مکیؒ (م ۸۸۱ھ) فرماتے ہیں: الامام، العلامۃ، الحافظ [1]۔

اس قدر بلند پایہ محدث بھی زبیر علی زئی کی تنقید اور توہین کا نشانہ بننے سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چنانچہ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

عبد القادر القرشی وغیرہ متعصبین اور بے کار لوگوں کا اسے ''امام کبیر'' قرار دینا چنداں مفید نہیں ہے [2]۔

مشہور حافظ الحدیث امام احمد بن عمرو البزارؒ (م ۲۰۳ھ) صاحب السنن کی ایک روایت کو علی زئی معلول (ضعیف) قرار دیتے ہوئے ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

حافظ بزار بذات خود متکلم فیہ ہے [3]۔

جلیل القدر محدث امام حاکم نیساپوریؒ (م ۴۰۵ھ) جو ''المستدرک'' وغیرہ بلند پایہ کتب حدیث کے مصنف ہیں، علی زئی نے خواہ مخواہ ان کو وہمی قرار دے دیا۔ خود علی زئی کے اپنے ایک ہم مسلک حافظ ثناء اللہ ضیاء غیر مقلد اس پر زبیر علی زئی سے احتجاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جب کہ امام حاکم لازوال قوت یاداشت کے مالک تھے۔ ایک مضبوط حافظہ کے مالک امام کا وہم کا شکار قرار دے دیا جائے۔ یہ تو سیدھا سادھا امام حاکم پر جارحانہ حملہ ہے [4]۔

اس کے جواب میں زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

المستدرک کے اوہام اہل علم پر مخفی نہیں ہیں، بعض جگہ مطبعی اخطاء (غلطیاں) ہیں اور بعض مقامات پر خود امام حاکم کو اوہام ہوئے ہیں [5]۔

---

[1] ''ذیل تذکرۃ الحفاظ'' (۱۰۵/۵) [2] ''نصر الباری'' (۳۸) [3] ''الحدیث'' (۲۳/۲۹)

[4] ''الصراط'' (ج ۲، شمارہ ۱، ص ۴۳) [5] ''الحدیث'' (۲۸، ۵۷)

## حدیث اور کتب حدیث کی توہین

غیر مقلدین کی توہین وتنقید سے احادیث رسول ﷺ، کتب حدیث اور راویان حدیث بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ یہاں تک کہ ان ظالموں نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث اور ان کے راویوں پر بھی شب خون مارا ہے۔

مثلاً غیر مقلد عالم مولانا بشیر الرحمٰن مستحسن نے ایران میں شیعوں کے سامنے صحیح بخاری کو آگ میں ڈالنے کی تجویز پیش کی تھی۔ چنانچہ مشہور صحافی اختر کاشمیری اپنے سفرنامہ ایران میں لکھتے ہیں:

> اس سیشن کے آخری مقرر گوجرانوالہ کے اہل حدیث عالم مولانا بشیر الرحمٰن مستحسن تھے، مولانا مستحسن بڑی منتخب قسم کی چیز ہیں علم محیط جسم بسیط کے مالک، ان کا انداز تکلم جدت آلود اور گفتگو رف ہوتی ہے فرمانے لگے:
>
> اب جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابل قدر ضرور ہے قابل عمل نہیں، اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لئے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا، فریقین کی جو کتب قابل اعتراض ہیں ان کی موجودگی اختلاف کی بھٹی کو تیز کر رہی ہے کیوں نہ ہم ان اسباب کو ہی ختم کر دیں؟ اگر آپ صدق دل سے اتحاد چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں، ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں، آپ اصول کافی کو نظر آتش کریں آپ اپنی فقہ صاف کریں ہم اپنی فقہ صاف کردیں گے [1]۔

حدیث کی مشہور کتاب "مسند احمد بن حنبل" کے بارے میں حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

> مسند احمد بن حنبل کا جامع اول ابوبکر شافعی کے نام سے معروف ہے۔ حقیقت

---

[1] "آتشکدہ ایران" (ص ۱۰۹)

میں یہ شخص رافضی تھا اور بظاہر شافعی بنا ہوا تھا......

مسند کا جامع دوم ابوبکر قطیعی متوفی (۳٦۸ھ) ہے یہ بھی شیعہ تھا، ان دونوں شیعوں نے امام احمد اور ان کے بیٹے عبداللہ سے کچھ حدیثیں لے کر ان میں جا بجا اپنے مسلک، کے مطابق محو واثبات کر کے شیعی روایات کے الفاظ کو بدل کر اپنی خود ساختہ حدیثوں کے مناسب اسناد جوڑ کر چھ جلدوں میں ایک ضخیم مجموعہ احادیث مدون کر ڈالا[1]۔

عصر حاضر کے مشہور غیر مقلد شیخ ناصر الدین البانی (جن کو غیر مقلدین اپنا امام اور مقتدا قرار دیتے ہیں، چنانچہ زبیر علی زئی صاحب نے بھی ان کو مشہور محقق امام[2] ''مشہور محدث''[3] محدث العصر اور امام المحدثین قرار دیا ہے[4]۔) نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی کئی احادیث کو ضعیف وموضوع قرار دے دیا، اور ان کے راویوں پر بھی سخت تنقید کی ہے، چنانچہ مولانا ابوالاشبال شاغف غیر مقلد لکھتے ہیں:

> لیکن ناصر الدین البانی نے خرق اجماع کیا یا اتفاق امت مسلمہ کا پارا پارا کرنے کی کوشش لاشعوری طور پر خدمت حدیث کے نام پر کرتے ہوئے صحیحین کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف وموضوع کے اندر داخل فرما کر جہلائے عصر کے لئے راہ ہموار کر دی کہ وہ صحیحین کی حدیثوں کو بھی قبول کرنے کے لئے ناصر الدین البانی کی تصحیح کو ضروری سمجھنے لگے [5]۔

خود علی زئی نے بھی تسلیم کیا ہے کہ شیخ البانی نے صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث پر تنقید کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

> شیخ البانی رحمہ اللہ، وغیرہ معاصرین اور ان سے پہلے لوگوں نے صحیح بخاری و

---

[1] ''خلافت راشدہ'' (ص۸۴، ۸۵) [2] ''الحدیث'' (۳۵/۲) [3] ایضاً (۲۲: ۱۸) [4] ''عبادات میں بدعات'' (ص۱۲۸، حاشیہ نمبر۲) [5] ''مقالات شاغف'' (ص۲٦٦)

صحیح مسلم پر جو جرح کی ہے [۱]۔

زبیر علی زئی صاحب نے غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی (جو خیبر سے زبیر علی زئی کی سند حدیث میں ان کے بالواسطہ استاد ہیں [۲]) کے متعلق لکھا ہے:

مولانا نذیر حسین دھلوی نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کے ایک راوی محمد بن فضیل بن غزواں پر جرح کی ہے [۳]۔

خود علی زئی نے بھی صحیحین کے متعدد راویوں پر جرح کر رکھی ہے۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

زبیر علی زئی صاحب کے ممدوح مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے دعویٰ کیا ہے کہ صحیح بخاری میں ضعیف راویوں کی روایات بھی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

صحیح بخاری میں ضعیف روایوں کا ہونا اور بات ہے اور جیسے امام بخاری رحمہ اللہ ضعیف اور اس کی احادیث کو مقلوب کہیں اس سے روایت لینا دونوں میں بڑا فرق ہے [۴]۔

زبیر علی زئی خود مؤطا امام مالک کی ایک حدیث جس کو وہ خود بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں، کو کانٹا قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

مسعود صاحب یہ حدیث آپ کے حلق کا وہ کانٹا ہے جسے نہ آپ نگل سکتے ہیں اور نہ باہر پھینک سکتے ہیں [۵]۔

اندازہ لگائیں کہ جو شخص ایک حدیث کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود اس کو کانٹا کہہ رہا ہے اس سے بڑا گستاخ کون ہوگا؟ نیز حضرت عمرؓ کی قائم کردہ سنت (بیس تراویح کی جماعت)

---

۱ ''الحدیث'' (۲۱:۲۳) ۲ ایضاً (۲/۴۰) ۳ ایضاً (۱۱/۲۳)

۴ ''توضیح الکلام'' (ص ۶۱۳) طبع جدید ۵ ''تعداد رکعات قیام رمضان'' (ص ۵۴)

کے بارے میں زبیر علی زئی زہر اگلتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ مقلدین کی چار سو بیسی ہے [۱]۔

اسی طرح زبیر علی زئی نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے متعدد راویوں پر جراحی کیا ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کے ایک راوی علی بن الجعد رحمہ اللہ جن کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے بہت زیادہ محتاط ہونے کے باوجود ان سے اپنی صحیح میں احادیث روایت کی ہیں [۲]۔

ان کے بارے میں زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

یہ ثقہ ہونے کے ساتھ جہمی تھا۔ یعنی اہل سنت والجماعت سے خارج تھا۔ وہ کہتا تھا کہ: اگر اللہ تعالیٰ امیر معاویہ ﷛ کو عذاب دے تو مجھے ناپسند نہیں ہے۔ اور وہ صحابہ ﷺ کو برا کہتا تھا [۳]۔

نیز لکھتے ہیں:

علی بن الجعد تشیع کے ساتھ مجروح ہے۔ سیدنا معاویہ ﷛ وغیرہ صحابہ ﷺ کی تنقیص کرتا تھا [۴]۔

نیز لکھتے ہیں:

مگر یہ بھی مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر، معاویہ بلکہ عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین پر سخت تنقید کرتا تھا، سیدنا عثمان ﷛ کے بارے میں اس کا عقیدہ یہ تھا کہ انہوں نے۔ معاذاللہ۔ بیت المال سے ایک لاکھ درہم ناحق لیئے تھے۔ سیدنا معاویہ ﷛ کی وہ تکفیر کا قائل تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے یہ برا نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ معاویہ کو عذاب دے [۵]۔

---

[۱] ''تعداد رکعات قیام رمضان'' (ص ۵۵) [۲] تهذيب التهذيب (۱۸۵/۴)

[۳]، [۴] ''هدية المسلمين'' (ص ۹۱) [۵] ''تعداد رکعات قیام رمضان'' (ص ۲۸)

مزید اس پر غصہ اتارتے ہوئے لکھتے ہیں:

علی بن الجعد تو مختلف فیہ اور مجروح ہے [۱]۔

اب جو شخص خود اور اس کے ہم مسلک صحیحین اور ان کے راویوں پر اس قدر تنقید کرتے ہوں ان کو علمائے دیوبند پر صحیحین کی احادیث اور راویوں کی گستاخی کا الزام لگاتے ہوئے حیا آنا چاہئے۔

ع شرم تم کو مگر نہیں آتی

---

[۱] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص ۶۵)

## ﴿۸﴾ اندھی تقلید کا الزام

زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند پر آٹھواں الزام اندھی تقلید کرنا لگایا ہے۔زبیر علی زئی کے اس الزام کے جواب سے پہلے ''تقلید'' پر علمائے دیوبند کا مؤقف ملاحظہ فرمایئے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم ''دارالعلوم دیوبند'' لکھتے ہیں:

فقہ اور فقہاء کے سلسلہ میں بھی علمائے دیوبند کا مسلک وہی جامعیّت اور جوہر اعتدال لئے ہوئے ہے جو اولیاء وعلماء کے بارہ میں انہوں نے اپنے سامنے رکھا۔جس کا خلاصہ بطور اصول یہ ہے کہ وہ دین کے بارہ میں آزادیِ نفس سے بچنے، دینی بے قیدی اور خود درائی سے دور رہنے اور اپنے دین کو تشتت اور پراگندگی سے بچانے کے لئے اجتہادی مسائل میں ''فقہ معیّن'' کی پابندی اور ایک ہی امام ''مجتہد'' کے مذہب کے دائرہ میں محدود رہنا ضروری سمجھتے ہیں اس لئے وہ اور ان کی تربیت یافتہ جماعت فقہیات میں حنفی المذہب ہے لیکن اس سلسلہ تقلید واتباع میں بھی اعتدال وجامعیّت کی روح سرایت کئے ہوئے ہے جس میں افراط وتفریط کا وجود نہیں۔نہ تو ان کے یہاں یہ آزادی ہے کہ وہ سلف کے قائم کردہ اصولِ تفقہ اور ان سے استنباط کردہ مسائل ہی کے قائل نہ ہوں اور ہر ہر قدم پر اور ہر زمانہ میں ایک نیا فقہ مرتب کرنے کے خبط میں گرفتار ہوں یا بالفاظِ دیگر اپنے فہم ورائے کی قطعیت کے توہم میں اجتہادِ مطلق کا دعوے لے کر کھڑے ہوں۔اور نہ اس کے برعکس فقہیات میں ایسے جمود اور بے شعوری کے قائل ہیں کہ ان فقہی مسائل کی تحقیق، تدقیق یا ان کے ماخذوں کا پتہ چلانے کے لئے کتاب وسنت کی صرف مراجعت کرنا بھی گناہ تصور کرنے لگیں اور ان فقہی استنباطوں کا رشتہ بھی قرآن وحدیث سے جوڑنا اور ان کی

مزید جہتیں اپنی وسعت علم سے نکال لانا بھی خودرائی اور آزادی نفس کے مترادف باور کریں۔

پس وہ بلاشبہ ''مقلد'' اور ''فقہ معیّن'' کے پابند ہیں مگر اس ''تقلید'' میں بھی ''محقق'' ہیں ''جامد'' نہیں۔ تقلید ضرور ہے مگر کورانہ نہیں لیکن اس شانِ تحقیق کے باوجود بھی وہ اور اُن کی پوری جماعت مجتہد ہونے کا دعویٰ نہیں کرتی۔ البتہ ''فقہ معیّن'' کے دائرہ میں رہ کر مسائل کی ترجیح اور ایک ہی دائرہ کی متماثل یا متخالف جزئیات میں سے حسب موقعہ ومحل اور حسبِ تقاضائے زمان ومکان کسی جزئی کے اخذ و ترک یا ترجیح وانتخاب کی حدتک وہ اجتہاد کو منقطع بھی نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان کا مسلک کورانہ تقلید اور اجتہاد مطلق کے درمیان میں ہے پس وہ نہ کورانہ اور غیر محققانہ تقلید کا شکار ہیں اور نہ برخود غلط ادعائے اجتہاد کے وہم میں گرفتار ہیں [۱]۔

علمائے دیوبند کا مؤقف تو روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وہ تقلید کس صورت میں کرتے ہیں زبیر علی زئی صاحب خود اپنے گھر کی خبر نہیں لیتے کہ خود وہ اور اُن کے اکابرین غیر مقلدین جس انداز سے تقلید کرتے ہیں وہ صرف اندھی ہی نہیں گونگی اور بہری بھی ہے۔ مولانا وحید الزمان ''غیر مقلد کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ غیر مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کو تو شرک کہتے ہیں لیکن خود ابن تیمیہؒ، ابن القیمؒ، نواب صدیقؒ اور مولانا نذیر حسینؒ وغیرہ علماء کی اندھادھند تقلید کرتے ہیں۔

اب زبیر علی زئی صاحب کے تجاہل عارفانہ کو داد دیجیے نہ خود اپنے گریبان میں جھانکنے کی بجائے علمائے دیوبند پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ اپنے اکابر کی اندھی تقلید کرتے ہیں [۲]۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ

ع میری نگاہ شوق پہ اتنی ہیں سختیاں
اپنی نگاہ شوق کی کچھ بھی خبر نہیں

---

[۱] ''مسلک علمائے دیوبند'' (ص ۳۹، ۴۰) [۲] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۲۲)

مولانا وحید الزماںؒ نے اپنے ان غیر مقلدین کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے:

لیکن اب وہ لوگ بھی جو خود کو اہل حدیث کہتے ہیں لوگوں سے دغابازی اور وعدہ خلافی اور ہر طرح کے ناجائز کام کر رہے ہیں۔ اس پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ تقلید کو جسکا غایت درجہ یہ ہے کہ مکروہ اور بدعت گناہ صغیرہ ہوگی چھوڑ کر کبیرہ گناہوں میں، یعنی جھوٹ اور خیانت اور دغابازی میں مبتلا ہوگئے، لاحول ولاقوۃ الاباللہ [1]۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

## ''شیعہ'' اور ''غیر مقلدین'' کا مسئلہ تقلید میں اتفاق

زبیر علی زئی صاحب نے غصہ میں آکر لکھ دیا کہ

دیوبندیوں کے نزدیک تقلید واجب ہے اسی طرح ان کے بھائیوں رافضیوں کے نزدیک بھی تقلید واجب ہے اس بنیادی عقیدہ میں دونوں متفق ہیں [2]۔

حالانکہ زبیر علی زئی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خود ان کے اکابرین بھی مطلق تقلید کا انکار نہیں کرتے اور وہ بھی عوام کے لئے تقلید کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ غیر مقلدین کے امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحبؒ ارقام فرماتے ہیں:

کیا ہمارے حنفی بھائی ہم اہل حدیثوں کے متعلق یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم تقلید سے مطلقاً انکار کرتے ہیں اور عوام کو تعلیم کرتے ہیں کہ وہ باوجود رسول اللہ ﷺ کی حدیث یا اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ نہ ملنے کے اور خود بھی کتب متداولہ مشہورہ میں علمی قابلیت نہ رکھنے کے اقوال ائمہ کو (معاذ اللہ) ٹھکرا دیا کریں۔ اور مادر پدر آزاد ہوکر جو چاہیں سو کیا کریں۔

اگر ان کا یہی خیال ہے تو ہم صاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ انہوں نے

---

[1] ''لغات الحدیث'' (ج ۲، کتاب ص ص ۶۱) [2] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص ۲۳)

ہمارا مسلک سمجھنے میں تحقیق سے کام نہیں لیا [1]۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دھلویؒ کے علمائے عرب کے سامنے معافی نامہ کے متعلق لکھتے ہیں:

> لطف کی بات یہ ہے کہ خود والد مرحوم باوجود ان تمام تفصیلات کے بیان کرنے کے کہا کرتے تھے۔ مولانا نذیر حسین نے توبہ کر لی۔ اور زور دیتے تھے کہ انہوں نے تقلید شخصی کو مستحسن تسلیم کر لیا۔ حالانکہ یہ جماعت بھی عوام کے لئے ہمیشہ تقلید کو ضروری بلکہ فرض ٹھراتی ہے۔

مولانا نذیر احمد رحمانی غیر مقلد مولانا ابوالکلام آزاد کا یہ حوالہ نقل کرنے کے بعد حاشیہ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> حضرت میاں (نذیر حسین) صاحب قدس سرہٗ نے ''معیار الحق'' میں مسئلہ تقلید پر بہت تفصیل سے بحث کی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر اس کا کچھ خلاصہ پیش کر دیا جائے تا کہ معلوم ہو جائے کہ مولانا آزاد نے جو بات کہی ہے اس کی تائید خود میاں صاحب کے کلام میں بھی موجود ہے۔ اس کے بعد انہوں نے بحوالہ مولانا نذیر حسین تقلید کی چار اقسام بیان کی ہیں۔
>
> (۱) واجب (۲) مباح (۳) حرام و بدعت اور (۴) شرک [2]۔

اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ خود اکابرین غیر مقلدین بھی مطلق تقلید کا انکار نہیں کرتے بلکہ عوام کے لئے اس کو ضروری اور فرض قرار دیتے ہیں۔ لھذا علی زئی صاحب کا یہ کہنا کہ صرف دیوبندیوں اور روافض کے نزدیک تقلید واجب ہے سراسر دھوکہ اور صریح بددیانتی ہے۔

البتہ یہ بات حق ہے کہ شیعہ و روافض اور غیر مقلدین اہل سنت والجماعت کے مقابلے میں اس پر متفق ہیں کہ تقلید صرف زندہ کی جائز ہے فوت شدہ کی نہیں۔ چنانچہ مولانا وحید الزمان

---

[1] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص ۱۴۶) [2] ''اہل حدیث اور سیاست'' (ص ۳۵۲، ۳۵۳)

لکھتے ہیں:

جو مجتہد فوت ہو چکا ہے اس کی تقلید جائز نہیں۔ اس میں شیعہ ہمارے ساتھ ہیں [۱]۔

اسی طرح شیعہ وروافض اور غیر مقلدین دیگر کئی مسئلوں میں بھی باہم متحد و متفق ہیں مثلاً غیر مقلدین ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے ہیں۔ شیعہ وروافض کا بھی یہی مذہب ہے بلکہ یہ مسئلہ ان کی علامت سمجھا جاتا ہے [۲]۔

اسی طرح ماء مستعمل کی طہارت کے مسئلہ میں بھی غیر مقلدین شیعہ امامیہ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ مولانا وحید الزمان غیر مقلد شیعہ کی ایک روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس سے صاف نکلتا ہے کہ مستعمل پانی طاہر اور مطہر ہے۔ اہل حدیث اس مسئلہ میں امامیہ سے متفق ہیں [۳]۔

شیعہ وروافض جو دشمنانِ صحابہ ﷺ ہیں، ان کے نزدیک آثار صحابہ ﷺ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اسی طرح غیر مقلدین بھی آثار صحابہ ﷺ کو نہیں مانتے [۴]۔

شیعہ وروافض صحابہ کرام ﷺ کو گالیاں دیتے ہیں جب کہ غیر مقلدین ائمہ مجتہدین کی گستاخیاں کرتے ہیں۔ جس کا اقرار خود ان کے علماء نے بھی کیا ہے جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین صاحب اعلان کرتے ہیں کہ ائمہ دین کے بے ادب چھوٹے رافضی ہیں [۵]۔

ان حقائق کی روشنی میں اب علی زئی صاحب خود ہی فیصلہ کرلیں کہ ''روافض'' ہمارے بھائی ہیں یا آپ ''غیر مقلدین'' کے۔

میری وفا کو دیکھ کر، میری ادا کو دیکھ کر
بندہ پروری منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

---

[۱] ''ہدیۃ المھدی'' (ص ۱۱۱) [۲] ''فتاویٰ ثنائیہ'' (ج ۲ ص ۳۶) [۳] ''لغات الحدیث'' (جلد ۴، کتاب واؤ ص ۲۶) [۴] ''فتاویٰ نذیریہ'' (۱/۳۴۰) وغیرہ [۵] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص ۹۶)

## ﴿۹﴾ اہل حدیث سے بغض

زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند پر الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

دیوبندی حضرات اہل حدیث سے سخت بغض رکھتے ہیں اس پر انہوں نے دلیل یہ ذکر کی ہے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کے پیچھے احتیاطاً نماز نہ پڑھی جائے [1] وغیرہ۔

اس الزام کے جواب سے پہلے یہ وضاحت کرنی مناسب ہے کہ اہل حدیث کسے کہتے ہیں، چنانچہ خود زبیر علی زئی نے لکھا ہے:

اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کی ایک خاص جماعت جس کو حدیث رسول ﷺ سے علمی اور عملی شغف رہا وہ جماعت اپنے آپ کو لقب ''اہل حدیث'' سے ملقب کرتی رہی ہے [2]۔

''اہل حدیث'' محدثین کے گروہ کا نام ہے جن کا مقصودِ حیات حدیث رسول ﷺ کی جمع و ترتیب ہے، نہ کہ ''اہل حدیث'' مادر پدر آزاد، جہلاء کو کہا جاتا ہے کہ جو حدیث کے قریب بھی نہیں گئے اور ''اہل حدیث'' نام رکھ کر انکا وظیفہ صبح، شام فقط اسلاف کو بُرا بھلا کہنا ہے زبیر علی زئی کا یہ الزام سراسر دھوکہ ہے الحمدللہ! علمائے دیوبند اصل اہل حدیث (یعنی محدثین، امام بخاری رحمہ اللہ وغیرہ) سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنا مقتداء و پیشواء سمجھتے ہیں۔ البتہ وہ زبیر علی زئی صاحب کی طرح نام نہاد ''اہل حدیث'' جو انگریزی دور کی پیداوار ہے، اور جن کو خود ان کے اپنے اکابر بھی اپنے دعوٰی ''اہل حدیث'' میں جھوٹا اور بدعتی قرار دے چکے ہیں، ان کو حضرات دیوبند اصلی اہل حدیث کہنے کی جسارت نہیں کر سکتے۔ بلکہ علمائے دیوبند جسے منکرین حدیث کو ان کے دعوٰی اہل قرآن میں جھوٹا قرار دیتے ہیں ایسے ہی ان غیر مقلدین کو بھی اہل حدیث ماننے

---

[1] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص۲۳،۲۴) [2] ''طریقہ الجنۃ'' المعروف جنت کا راستہ ص۴۲ مطبوعہ ... ''مقالات'' ۱/۲۹ مطبوعہ: مارچ ۲۰۰۸ء (معمولی لفظی تبدیلی کے ساتھ۔

کے لئے تیار نہیں ہیں۔

لھذا حضرت تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ جن علماء نے ان کے پیچھے احتیاطاً نماز نہ پڑھنے کا فتوی دیا ہے وہ بالکل بجا ہے۔

## ﴿۱۰﴾ عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا الزام

زبیر علی زئی صاحب نے "ختم نبوت پر ڈاکہ" کے عنوان کے ذیل میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ وغیرہ اکابرین دیوبند کے چند حوالے ذکر کرنے کے بعد یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کی ہے کہ ان حضرات کا ختم نبوت کے متعلق عقیدہ ٹھیک نہیں ہے [۱]۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نونوتوی رحمہ اللہ پر اس الزام کا جواب خود حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی تحریرات سے بطور اقتباسات ملاحظہ ہو۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۱) خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے اس تہمت کے جواب میں ہم آپ پر اور آپ کے اہل ملّت پر ہزار تہمتیں لگا سکتے ہیں [۲]۔

(۲) حضرت خاتم المرسلین ﷺ کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ آپ اوّل المخلوقات ہیں، علی الاطلاق کہیے یا بالاضافہ [۳]۔

(۳) ہاں یہ مسلّم ہے کی خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے [۴]۔

(۴) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لیجئے (تحذیر الناس) صفحہ ۹ کی سطر دہم سے لے کر صفحہ یازدہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی جس سے خاتمیت زمانی اور

---

[۱] "بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم" (ص ۲۵، ۲۶) "امین اوکاڑوی کا تعاقب" (ص ۸) [۲] "مناظرہ عجیبہ (ص ۳۹)

[۳] ایضاً (ص ۳) [۴] ایضاً (ص ۶۹)

خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار قرار دیا [۱]۔

(۵) خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلّم ہے [۲]۔

(۶) حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جمادیئے اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے پر رسول اللہ ﷺ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا [۳]۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ ختم نبوت پر اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اپنا دین وایمان ہے، بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں [۴]۔

تفصیل کے لئے ''عبارات اکابر'' حصہ اول مصنفہ امام اہل السنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم اور ''عقیدت الامت فی معنی ختم النبوت'' مصنفہ علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کو ملاحظہ کیا جائے، زبیر علی زئی غیر مقلد نے ان اعتراضات کے لئے ''بریلویت'' سے سہارا لیا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ بریلویوں نے اکابر دیوبند پر اعتراض کے باوجود یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ نے ختم نبوت کا انکار نہیں کیا، چنانچہ مشہور بریلوی مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہری مرحوم (م ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء) لکھتے ہیں:

لیکن مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھنے کے بعد یہ کہنا درست نہیں سمجھتا کہ مولانا نانوتوی عقیدہ ختم نبوت کے منکر تھے کیونکہ یہ اقتباسات بطور عبارۃ النص اور اشارۃ النص اس امر پر بلاشبہ دلالت کرتے ہیں کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت

---

[۱] ایضاً (ص ۵۰) [۲] ایضاً (ص ۳) [۳] ایضاً (ص ۵۰) [۴] ''مناظرہ عجیبہ'' ص ۱۰۳



زمانی کو ضروریات دین سے یقین کرتے تھے اور اس کے دلائل کو قطعی اور متواتر سمجھتے تھے انہوں نے اس بات کو صراحتہ سے ذکر کیا ہے کہ جو حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی کا منکر ہے وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے [۱]۔

زبیر علی زئی کا ان حضرات پر یہ افتراء ہے اور ختم نبوت کے لئے علمائے دیوبند کی خدمات کا انکار کرنا چڑھتے سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے اور جب مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا انکار کیا تو اس کا تعاقب سب سے پہلے علمائے دیوبند نے کیا۔ چنانچہ جب مولانا محمد حسین بٹالوی وغیرہ غیر مقلدین کے مرزا کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے تو علمائے دیوبند سے وابستہ علمائے لدھیانونہ نے ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء میں سب سے پہلے اس کے کفر کا فتویٰ دیا تھا اس کا اعترف مولانا بٹالوی غیر مقلد نے بھی کیا ہے [۲]۔

''غیر مقلدیت'' اور ''قادیانیت''

ذیل میں اس بابت غیر مقلدین کے گھناؤنے کردار کی چند جھلکیاں ملاحظہ کریں۔

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت سے پہلے خود غیر مقلد تھا، اور وہ غیر مقلدین کے طریقہ کے مطابق نماز پڑھتا تھا۔ چنانچہ اس کے حالات میں لکھا ہے کہ

مرزا صاحب فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے [۳]۔ آٹھ تراویح کے قائل تھے [۴]۔ جرابوں پر مسح کے قائل تھے [۵]۔ جمع بین الصلوتین کے قائل تھے [۶]۔ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے [۷]۔ بسم اللہ بالجہر پڑھتے تھے [۸]۔ غیر مقلدین کی طرح گوہ کھانے کو جائز سمجھتے تھے [۹]۔

---

[۱] ''تحذیر الناس میری نظر میں'' ص ۵۸، مطبوعہ اگست ۱۹۸۶ء ، ضیاء القرآن، لاہور [۲] اشاعۃ السنۃ (ج ۱۳ ش ۱۲، ص ۳۸۱) [۳] ''سیرت المہدی (حصہ دوم، ص ۴۹) [۴] ایضاً (۱۳) [۵] ایضاً (ص ۲۶) [۶] ایضاً (ص ۸۸)
[۷] ذکر حبیب (ص ۲۴)، نہج المصلی (ج ۱ ص ۲۷۴) بحوالہ الکلام المفید (ص ۱۸۶)
[۸] ذکر حبیب (ص ۲۴) [۹] ''سیرت المہدی'' (حصہ دوم ص ۱۳۲)

(۲) مرزا کا سب سے بڑا حواری اور خلیفہ اول حکیم نور الدین بھی غیر مقلد تھا [۱]۔

(۳) مولوی نور الدین قادیانی بھی پہلے غیر مقلد تھا [۲]۔

(۴) مرزا کا خاص مرید مولوی محمد احسن امروہی بھی پہلے پکا غیر مقلد تھا اس نے اپنے سابقہ مسلک (غیر مقلدیت) کے اثبات میں ایک کتاب ''مصباح الادلہ'' کے نام سے لکھی تھی۔

(۵) پاکستان کا سابق وزیر خارجہ اور مشہور قادیانی ظفر اللہ خان بھی غیر مقلد خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے کہ:

> میرے دادا چودھری سکندر خان صاحب مرحوم اپنے علاقہ کے بڑے بارسوخ زمیندار تھے جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے وہ اہل حدیث فرقے سے تعلق رکھتے تھے [۳]۔

(۶) مرزا صاحب کا نکاح بھی غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دھلویؒ نے پڑھایا تھا [۴]۔

(۷) مرزا کو عروج اور شہرت کی بلندیوں پر پہنچانے والے شخص غیر مقلدین کے وکیل اعظم مولانا حسین بٹالویؒ صاحب تھے۔ چنانچہ بٹالوی صاحب نے ایک دفعہ اپنے احباب کے سامنے عالم برافروختگی میں کہا کہ میں نے ہی اس شخص (مرزا قادیانی) کو بلند کیا تھا [۵]۔

مولانا بٹالوی لکھتے ہیں:

> مؤلف براہین احمدیہ (مرزا قادیانی) کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے کم واقف نکلیں گے۔ مؤلف ہمارے ہم وطن ہیں، بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملا پڑھتے تھے)

---

[۱] ''فتاوی اہل حدیث'' (۱۰۱/۱۱) [۲] ایضاً [۳] ''تحدیث نعمت'' بحوالہ ''ترک تقلید کے بھیانک نتائج'' (ص۵۰)

[۴] ''تاریخ احمدیت'' (ج۲ ص۵۶) [۵] ''تحفہ گولڑویہ'' (ص۹) بحوالہ: ''اہل حدیث اور انگریز'' (ص۱۲۵)

ہمارے ہم مکتب تھے۔اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت وملاقات مراسلات برابر جاری وساری ہے[۱]۔

نیز مجدد اعظم کا مرزائی مؤلف لکھتا ہے:

خود مولوی محمد حسین بٹالوی باوجود اس قدر بڑا عالم اور محدث ہونے کے اس قدر آپ (مرزا قادیانی) کی عزت واحترام کرتا تھا کہ آپ کا جوتا اٹھا کر آپ کے سامنے سیدھا کر کے رکھ دیتا تھا اور اپنے ہاتھ سے آپ کو وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتا تھا[۲]۔

(۷) غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کا حوالہ ماقبل گزر چکا ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کو متقی اور مسلمان قرار دیا ہے۔

نیز انہوں نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز بھی پڑھی تھی اور قادیانیوں کے پیچھے نماز کے جواز کا فتویٰ بھی دیا تھا۔

مولانا عبدالعزیزؒ غیر مقلد سابق سیکرٹری جمعیت اہل حدیث ہند مولانا امرتسریؒ کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں؟

آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں؟

آپ نے مرزائیوں کی عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں ہوئے؟[۳]۔

مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ غیر مقلد نے مولانا امرتسریؒ کی تفسیر (عربی) کو مرزائی فتنہ سے بھی زیادہ بڑا فتنہ قرار دیا تھا[۴]۔

---

[۱] ''مجدد اعظم'' (۲۲،۲۱/۱) [۲] ایضاً (۲۲/۱) [۳] ''فیصلہ مکہ'' (ص ۳۶) [۴] ایضاً (ص ۲)

(۸) مولانا محمد اسماعیل غزنویؒ سابق نائب امیر جمعیت اہل حدیث ہند کے بارے میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے انکشاف کیا تھا کہ وہ درپردہ مرزائی ہیں اور ان کے جلسوں کے اخراجات بھی مرزائیوں کی طرف سے آرہے ہیں [۱]۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا داؤد غزنویؒ نے بھی اپنے ایک خط میں مولانا اسماعیل غزنوی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

ہاں یہ صحیح ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے طریق کار سے انجمن تبلیغ الاسلام امرت سر کے سلسلے میں مقامی حالات کے ماتحت ایک خاص فضا کی موجودگی میں مرزائیوں کے ساتھ ملکر آریوں سے مناظرہ وغیرہ کرنے میں مجھے شدید ترین اختلاف تھا اور ہے [۲]۔

(۹) مشہور غیر مقلد عالم اور مترجم صحاح ستہ مولانا وحید الزمانؒ (جن کا تعارف ماقبل گزر چکا ہے) تو قادیانیوں کو اہل سنت کے فرقوں میں شمار کر دیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

اب سنیوں میں آپس میں کئی اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ مقلد اور غیر مقلد، بدعتی اور وہابی، عرشی اور فرشی، قادیانی اور چکڑالی لاحول ولاقوۃ الا باللہ [۳]

(۱۰) علی زئی صاحب نے علمائے دیوبند کو قادیانیوں کا حامی ثابت کرنے کے لئے مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا ایک فتوی نقل کیا ہے: [۴]۔

حالانکہ اس فتوی میں مرتدین کی بات ہو رہی ہے جنہوں نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت اختیار کی وہ مرتد کہلائیں گے اور جو قادیانیوں کے ہاں پیدا ہوئے وہ کافر کہلائیں گے۔

اسی طرح کا فتوی غیر مقلدین کے محدث اعظم مولانا عبداللہ روپڑیؒ نے بھی دیا ہے۔

---

[۱] ''فیصلہ مکہ'' (۳۵،۳۴) [۲] ایضاً (ص ۳۸) [۳] ''لغات الحدیث'' (ج ۲، کتاب س ص ۱۸۱)

[۴] ''امین اوکاڑوی کا تعاقب'' (ص ۸) بحوالہ: ''کفایت المفتی'' (۳۱۳/۱)

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

جواسلام سے نکل کر مرزائی ہوگئے وہ مرتد ہیں اور جو مرزائیوں کے گھر پیدا ہوئے یا کسی اور دین سے نکل کر مرزائی ہوئے وہ اہل کتاب کے حکم میں ہیں۔ ارتداد کے لئے صرف اتنی شرط ہے کہ پہلے اسلام میں ہو پھر اس سے نکل جائے۔ قرآن مجید میں ہے ''ومن یرتدد منکم عن دینہ (الایۃ)''۱ ۔

اب اگر مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے اس فتوے سے ان کا قادیانوں کا حامی ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر زبیر علی زئی اپنے محدث روپڑی صاحب کے بارے میں کیا فتوی صادر کریں گے؟ دیدہ باید۔

## حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ پر الزام کا جواب

(۱۱) زبیر علی زئی صاحب نے لکھا ہے کہ:

اہل حدیث کو مسجدوں سے نکالنے والوں کا ختم نبوت کے بارے میں عجیب وغریب عقیدہ ہے۔ محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں کہ:

بلکہ اگر بالفرض بعدزمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۲ ۔

زبیر علی زئی کی منقولہ عبارت میں دیکھ لیا جائے کہ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے بالفرض کہا ہے جس سے اس کا وقوع ہونا لازم نہیں آتا، اور اس طرح کی مثالیں قرآن وحدیث میں متعدد ہیں۔ مثلاً تین صحابہ ؓ سے منقول حدیث کہ ''لو عاش ابراہیم لکان نبیا'' (اگر ابراہیم (صاحبزادہ نبی علیہ السلام) زندہ رہتے تو نبی ہوتے)، اس حدیث پر بعض حضرات نے اشکال کیا تو ان کے جواب میں حافظ سخاویؒ اپنے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (مولانا وحید

---

۱ فتاوی اہل حدیث (۱/۹) ۲ بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (ص۲۵) بحوالہ تحذیر الناس (ص۳۴)

الزمان غیر مقلد نے ان دونوں شاگرد و استاذ کو اہل حدیث کا پیشوا قرار دیا ہے [۱]) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ان القضیة الشرطیة لاتستلزم الوقوع [۲]۔ کہ قضیہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہیں ہے۔ پھر اس کی تائید میں حافظ سخاوی نے یہ حدیث ذکر کی ہے: ''لو کان بعدی نبی لکان عمر'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے [۳])

خود حضرت نانوتوی صاحب کے قلم سے ختم نبوت کے متعلق یہ وضاحت گزر چکی ہے کہ:

آپ رسول اللہ ﷺ کو ختم نبوت زمانی، مکانی اور مرتبی تینوں لحاظ سے خاتم النبیین مانتے ہیں۔

## ''غیر مقلدین'' کا انکارِ ختمِ نبوت

زبیر علی زئی نے اپنے گھر کی خبر نہیں لی کہ ان کے اکابر ''غیر مقلدین'' نے تو صراحتاً ختمِ نبوت کا انکار کیا ہے۔ غیر مقلدین کے مجدد اور محقق اعظم نواب صدیق حسن خان صاحبؒ نے محدث ابن قدامہؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ:

ابن حنبلی کہا کرتے تھے کہ شیخ احمد بن قدامہ کہ زمانہ میں اگر کوئی نبی مبعوث ہوتا تو وہ ابن قدامہ ہوتے [۴]۔

اب زبیر علی زئی صاحب اپنے نواب صاحب پر کیا فتویٰ صادر کریں گے؟

اسی طرح مسئلہ امکانِ نظیر کے ذیل میں غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین صاحب دہلویؒ اور ان کے تلامذہ کا فتویٰ نقل ہو چکا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کی قدرت سے رسول اللہ ﷺ جیسا رسول پیدا ہونا ناممکن اور محال ہے اس کا یہ عقیدہ گمراہی ہے اور وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج اور اس کے کفر کے قریب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب نے تصریح کی ہے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا

---

[۱] ''لغات الحدیث'' (ج ۱، کتاب د ص ۲۱) [۲] ایضاً [۳] ''المقاصد الحسنۃ'' (ص ۳۹۶، ۳۹۷)

[۴] ''التاج المکلل'' (ص ۲۲۰) بحوالہ: ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' (ص ۲۱۸)

محال، ناممکن اور باطل ہے[1]۔

اب انہیں اپنا شوق فتوی بازی پورا کرتے ہوئے اپنے پیش روؤں پر بھی فتوی لگا دینا چاہیے۔

ع     بریں عقل ودانش بباید گریست

الحاصل:

حافظ زبیر علی زئی ختم نبوت کے سلسلہ میں اپنے اکابر کے سیاہ ماضی اور گھناؤنے کردار کو دیکھنے کی بجائے علمائے دیوبند کی عبارات پر اعتراض کر کے ان کے بلند پایہ اور عظیم الشان کردار کو داغدار کرنے کی ناکام ونامراد کوشش کر رہے ہیں۔ آخر میں ان کو غیر مقلدین کے استاذ العلماء مولانا محمد گوندلویؒ (جن کے بارے خود علی زئی لکھتے ہیں: شیخ الاسلام، حجة الاسلام، شیخ القرآن والحدیث، الامام الثقہ، المتقن الحجة، المحدث الفقیہ الاصولی محمد گوندلوی رحمہ اللہ[2]) کی ایک نصیحت یاد دلاتے ہیں جس میں وہ فرماتے ہیں:

یاد رکھنا چاہیے حتی الامکان اگر کوئی کلام کسی توجیہ سے صحیح بن سکتا ہو تو اس کو صحیح ہی سمجھنا چاہیے[3]۔

---

[1] "الحدیث" (۲۳:۴۴) [2] "الکوکب الدریة" (۷) [3] "خیر الکلام" (ص۳۶)

## ﴿۱۱﴾ گمراہی کی طرف داعی ہونے کا الزام

زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

دلائل مذکورہ اور دیگر دلائل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ دیو بندیت ایک گمراہ فرقہ ہے [۱]۔

اس کے بعد انہوں نے شیخ البانی وغیرہ متعصب غیر مقلدین (جن کے اقوال ہمارے لئے کوئی حجت نہیں ہیں) کے چند حوالے علمائے دیو بند اور تبلیغی جماعت کے خلاف نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

لھذا ثابت ہوا کہ دیو بندی فرقہ بدعتی فرقہ ہے۔ دیو بندی حضرات اپنے فرقے کی طرف لوگوں کو تحریراً، تقریراً اور تمام ممکنہ طریقوں سے دعوت دیتے ہیں [۲]۔

دوسرے افتراءات کی طرح زبیر علی زئی کا علماء دیو بند پر یہ بھی افتراء ہے خود غیر مقلد علماء کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ علمائے دیو بند توحید و سنت کے داعی ہیں اور علماء دیو بند کی خدمات دعوت الی اللہ کا ایک زمانہ معترف ہے۔ جب خود اکابر غیر مقلدین نے بھی تسلیم کرلیا کہ علمائے دیو بند اہل بدعت نہیں بلکہ وہ اہل سنت والجماعت ہیں، اور ان کے عقائد قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں۔ جیسا کہ ان کے حوالے گزر چکے ہیں۔ لھذا ثابت ہوگیا کہ زبیر علی زئی صاحب خود اپنے اکابرین کے اقوال کی روشنی میں بھی علمائے دیو بند کو بدعتی کہنے میں جھوٹے اور کذاب ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوگیا علمائے دیو بند گمراہی کی نہیں بلکہ قرآن وسنت کی دعوت دیتے ہیں۔

البتہ زبیر علی زئی صاحب وغیرہ غیر مقلدین جن کو خود ان کے اپنے اکابر بھی بدعتی اور کاذب قرار دے چکے ہیں وہ گمراہ ہیں اور وہ اعلانیہ گمراہی کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

---

[۱] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۲۶) [۲] ایضاً (ص ۲۷)

مولانا ابراہیم سیالکوٹی ؒ غیر مقلد نے ایسے غیر مقلدین کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے کہ:

جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لئے ایک نہایت گہری زمین دوز (Under Ground) تجویز کے تحت انگریزی پالیسی ''Divide And Congue'' (تفرقہ ڈالو اور فتح کرو) سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں [1]۔

اللہ تعالیٰ ان غیر مقلدین کے شر سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

---

[1] ''احیاء المیت'' (ص ٣٦)

## ﴿۱۲﴾ انکار حدیث کا الزام

زبیر علی زئی صاحب نے علمائے دیوبند پر ایک جھوٹا الزام یہ بھی لگایا ہے کہ:

دیوبندی حضرات اندھی تقلید کی وجہ سے صحیح حدیث کا انکار کر دیتے ہیں [۱]۔

علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کا یہ بھی محض افتراء ہے، مہتمم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کے حوالہ سے مفصل طور پر گزر چکا ہے کہ:

> (علمائے دیوبند) حدیث کو چونکہ قرآن کریم کا بیان اور دوسرے درجہ میں مصدر شریعت سمجھتے ہیں اس لئے کسی ضعیف حدیث کو بھی وہ حتی المقدور چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے [۲]۔

اس اقتباس سے علمائے دیوبند کا حدیث کے متعلق واضح ہے اور غیر مقلدین کے اپنے علماء کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ یہ غیر مقلدین دوسروں پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کرنے کا الزام لگاتے ہیں اور خود ابن تیمیہؒ وغیرہ علماء کی اندھا دھند تقلید کرتے ہیں۔ اور پھر زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند کو منکرین حدیث ثابت کرنے کے لئے ان کی چند عبارات ذکر کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث سے مسائل مستنبط کرنا مجتہدین کا کام ہے نہ کہ ہر مقلد کا۔

اس کو حافظ زبیر علی زئی انکار حدیث سے تعبیر کر رہے ہیں حالانکہ یہی بات خود ان کے اپنے اکابر بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

> نصوص کتاب وسنت سے استنباط کرنا مجتہد کا کام ہے نہ کہ ہر کس و ناکس کا" لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔ اور یہ قابلیت خداداد ہوتی ہے ادعائی نہیں ہے [۳]۔

---

[۱] "بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم" (ص ۲۸) [۲] "مسلک علمائے دیوبند" (ص ۴۵)

[۳] "واضح البیان" (ص ۴۳۸)

نیز لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے جاہل مجتہد کو دین کی آفتوں میں شمار کیا ہے۔

(جامع صغیر ج۱،ص۳) [1]۔

سیالکوٹی صاحب مزید لکھتے ہیں:

مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایسے لوگوں کو جو آلات وقواعد اجتہاد سے بے بہرہ ہونے پر خلاف نصوص اجتہاد کر کے اختراع مسائل کرتے ہیں۔ان پڑھ مجتہد کہتے تھے۔یعنی لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل [2]۔

خود مولانا بٹالوی ارقام فرماتے ہیں:

جو لوگ قرآن وحدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں،علوم عربیہ ادبیہ (جو خادم قرآن و حدیث ہیں) سے محض ناآشنا ہوں،صرف اردو فارسی تراجم پڑھ کر یا لوگوں سے سن کر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک تقلید بن بیٹھیں۔ان کے حق میں ترک تقلید سے بجز ضلالت کسی ثمرے کی توقع نہیں ہوسکتی [3]۔

نیز فرماتے ہیں:

پچیس سال کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق (ہونے کا دعوی کرتے ہیں) اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں،وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔کفر وارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں،مگر دینداروں کے بے دین ہوجانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم

---

[1] ''تاریخ اہل حدیث'' (ص۱۷۳) [2] ''واضح البیان'' (ص۳۵۴) [3] ''اشاعۃ السنۃ'' (ج۱ ص۲۹،۳۰) بحوالہ: ''صراط مستقیم اور اختلاف امت'' (ص۳۴) از: ''صلاح الدین یوسف غیر مقلد''

علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں، اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں [۱]۔

اب جس وجہ سے زبیر علی زئی دیوبندی حضرات پر انکار حدیث کا الزام لگا رہے ہیں وہی چیز خود ان کے اپنے اکابرین میں بھی پائی جا رہی ہے۔ لھذا علی زئی اصول کے مطابق وہ بھی منکرین حدیث ہیں۔

ع اِیں گناہ بیست کہ درشہر شما نیز کنند

دراصل زبیر علی زئی کا علمائے دیوبند پر انکار حدیث کا الزام لگانا ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کا مصداق ہے کیونکہ برصغیر (پاک وہند) میں انکار حدیث کا فتنہ پیدا ہی غیر مقلدین کے بطن سے ہوا ہے۔ چنانچہ برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کا بانی مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے غیر مقلد تھا اور وہ اپنی تفسیر چکڑالوی کے زمانہ تالیف تک اپنے کو اہل حدیث کہلاتا رہا۔

غیر مقلدین کے وکیل اعظم مولانا محمد حسین بٹالویؒ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

چکڑالوی کا زمانہ تفسیر چکڑالوی تک اہل حدیث کہلاتا تھا [۲]۔

مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرامؒ لکھتے ہیں:

اس گروہ (منکرین حدیث) کا ایک مرکز پنجاب میں ہے، جہاں لوگ انہیں چکڑالوی کہتے ہیں۔ اور یہ اپنے آپ کو اہل القرآن کا لقب دیتے ہیں۔ اس گروہ کا بانی مولوی عبداللہ چکڑالوی پہلے اہل حدیث تھا [۳]۔

اسی طرح مشہور منکر حدیث حافظ اسلم جیراجپوری بھی پہلے غیر مقلد تھا۔ موصوف مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے خصوصی شاگرد مولانا سلامت اللہ جیراجپوریؒ کا بیٹا ہے مولانا امام خان نوشہرویؒ غیر مقلد مولانا سلامت اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

---

[۱] ''اشاعۃ السنۃ'' (ج ا ص ۲۹، ۳۰) بحوالہ: ''صراط مستقیم اور اختلاف امت'' (ص ۳۴) از: ''صلاح الدین یوسف غیر مقلد'' [۲] ''اربعین'' (ص ۴۳) از: مولوی عبداللہ غزنوی غیر مقلد [۳] ''موج کوثر'' (ص ۷۱)

آپ کے صرف ایک بیٹے مولانا محمد حافظ اسلم جیراجپوری ہیں۔ مشہور عالم، نامور مورخ، صاحب تصانیف کثیرہ مثلاً تاریخ الامت، تاریخ القرآن وغیرہ ہیں۔ اوائل عمر سے سلسلہ اہل حدیث میں منسلک تھے مگر اب آخر میں اس سے رشتہ توڑلیا ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ قرآن ہدایت کے لئے کافی ہے اور حدیثیں دین نہیں بلکہ تاریخ دین ہیں۔ میں ''اہل قرآن'' کے فرقہ میں داخل نہیں کیونکہ میں اسوہ رسول ﷺ کو یقینی اور دینی سمجھتا ہوں بخلاف اہل قرآن کے جو عمل متواتر کے قائل نہیں (اقتباس از تحریر جناب مولانا حافظ محمد اسلم صاحب) ممدوح کے اس خیال کا نتیجہ ظاہر ہے کہ حدیث حجت شرعی نہیں [۱]۔

شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں:

مولانا محمد اسلم بھی اوائل عمر سے سلسلہ اہل حدیث میں منسلک تھے [۲]۔

خود اسلم جیراجپوری نے لکھا ہے کہ

ہمارا گھر مقامی اور بیرونی اہل حدیث علماء کا مرجع تھا [۳]۔

چودھری غلام احمد پرویز جس نے فتنہ انکار حدیث کو نئے اسلوب میں پیش کیا اور اس کو باہم عروج پر پہنچایا یہ بھی جیراجپوری صاحب کا خوشہ چین ہے۔ اسی طرح نیاز فتحپوری اور تمنا عمادی وغیرہ مشہور منکرین حدیث بھی پہلے غیر مقلدین تھے۔

نیز فرقہ نیچریہ (جنھوں نے نیچر (قدرت) کے نام سے بے شمار احادیث کا انکار کر دیا) کے بانی سر سید احمد خان بھی پہلے غیر مقلد تھے اور انہوں نے ڈاکٹر ہنٹر کے جواب میں جو کتاب لکھی تھی اس میں بھی انہوں نے اپنے کو اہل حدیث کہا ہے۔ چنانچہ مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد

---

[۱] تراجم علمائے حدیث ہند (ص ۳۸۸، ۳۸۹) [۲] موج کوثر (ص ۷۲)

[۳] نوادرات (ص ۲۴۴) بحوالہ آثار الحدیث (۲/۴۱۳)





مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ غیر مقلد کے بارے میں لکھتے ہیں:

اُس کا اہل السنت یا اہل حدیث ہونا جس کا اس (مولانا امرتسری) کو دعویٰ ہے ایسا ہے جیسے سر سید کا زمانہ تالیف جواب ڈاکٹر ہنٹر میں اہل حدیث ہونا۔ ۱
بلکہ سر سید ہی نے غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین صاحبؒ کو غیر مقلد بنایا تھا۔ چنانچہ سر سید اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں: جناب مولوی سیّد نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی (غیر مقلد۔ ناقل) بنایا ہے۔ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں، لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے۔ جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جب گفتگو ہوئی، میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کو وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے ۲۔

اب زبیر علی زئی صاحب کی ایمانداری کو داد دیجیئے کہ خود اپنے فرقہ کی اصلیت کو چھپانے کے لئے علمائے دیو بند پر انکار حدیث کا جھوٹا الزام لگا رہے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

الحاصل: برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کا اصل سبب انکار تقلید ہے، اور سب مشہور منکرین حدیث اسی فتنہ ترک تقلید کی پیداوار ہیں۔ لیکن علی زئی وغیرہ غیر مقلدین اس سے عبرت لینے کی بجائے علمائے دیو بند پر انکار حدیث کا الزام لگا رہے ہیں۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

---

۱ ''اربعین'' (ص ۴۳) ۲ ''موج کوثر'' (ص ۶۹، ۷۰)

﴿۱۳﴾ نماز سنت کے خلاف پڑھنے کا الزام

زبیر علی زئی نے الزام لگایا ہے کہ دیوبندیوں کی نماز سنت کے مخالف ہوتی ہے [۱]۔

حالانکہ دیوبندی قرآن وسنت سے مستنبط فقہ حنفی کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور اکابر علمائے غیر مقلدین نے بھی تسلیم کیا ہے کہ تمام مذاہب میں حدیث کے سب سے زیادہ موافق فقہ حنفی ہے۔

چنانچہ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

اسی لئے شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ تمام مذاہب میں حدیث سے زیادہ موافق مذہب حنفی ہے [۲]۔

جعفر شاہ پھلواری نواب صاحبؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ حنفی طریقہ نماز کو اقرب الی السنۃ سمجھتے تھے [۳]۔

نیز نواب صاحب کے صاحبزادے نواب علی حسن خان صاحبؒ اپنے والد کے حالات میں لکھتے ہیں:

والا جاہ مرحوم نماز پنجگانہ حنفی طریقہ پر پڑھتے تھے البتہ ان کو فاتحہ خلف الامام اور اول وقت کا خاص اہتمام مدنظر رہتا تھا [۴]۔

نواب موصوف نے نماز پنجگانہ ادا کرنے میں حنفی طریقہ کیوں اختیار کیا، اس بارے میں خود موصوف کا اپنا بیان ملاحظہ کریں:

بعد عبور کے مذاہب اربعہ پر میں نے اتباع دلیل کا اختیار کیا ہے۔ جو مذہب

---

[۱] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۲۸) [۲] ''ماثر صدیقی'' (حصہ چہارم ص ۶)؛ ''سوانح نواب صدیق حسن خان'' (ص ۲۸) از: ڈاکٹر رضیہ حامد، ''ابکاء المنن'' (ص ۳۲) [۳] ''الدین یسر'' (ص ۱۷۶) بحوالہ: ''حدیث اور اہل حدیث'' (ص ۸۴) [۴] ''ماثر صدیقی'' (حصہ چہارم ص ۶۳)

موافق دلیل قوی وصحیح کے ہوتا ہے وہی میرا اختیار ہے خواہ مذہب حنفی ہو یا شافعی یا مالکی یا حنبلی۔ میں کسی مذہب کا ترک ورد براہ تعصب کے نہیں کرتا ہوں، نہ کسی مذہب کا اخذ برائے ہوائے نفس کے[1]۔

اس سے معلوم ہوا کہ نواب صاحب کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رعایت اول وقت کے علاوہ حنفیوں کی نماز کے تمام مسائل دلیل قوی وصحیح کے موافق ہیں۔

اسی طرح غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ مدت العمر شاہی مسجد (دہلی) کے حنفی امام کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرماتے رہے[2]۔

اب اگر حنفی نماز خلاف سنت ہے تو پھر شیخ الکل کی مدت العمر جمعہ کی نمازوں کا کیا بنے گا؟

ان حقائق کی موجودگی میں علی زئی صاحب کا یہ کہنا کہ دیوبندیوں کی نماز (جو فقہ حنفی کے مطابق ہے) سنت کے مخالف ہے، سراسر جہالت اور حماقت ہے۔

اس کے برعکس فرقہ غیر مقلدین میں سے کوئی شخص نماز کی کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں لکھ سکا جس کے مسنون ہونے پر خود ان کا اپنا اتفاق ہوا ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک اپنے زعم میں مسنون نماز کی کوئی کتاب لکھتا ہے تو اس کا اپنا ہی ہم مسلک اس کتاب کا رد لکھ دیتا ہے۔ چنانچہ نماز کے موضوع پر ان کی مشہور کتاب ''صلوۃ الرسول'' جس کو مشہور غیر مقلد مولانا صادق سیالکوٹیؒ نے لکھا ہے، کا رد خود ان کے اپنے ایک عالم مولانا عبدالروف سندھو نے ''القول المقبول'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب کی صورت میں کیا ہے، اور انہوں نے اس کتاب میں سیالکوٹیؒ صاحب کی کتاب کا کچا چٹھا خوب کھول دیا ہے۔

''القول المقبول'' کی اشاعت نے ''غیر مقلدین'' کی صفوں میں کھلبلی مچادی ہے اور کل تک یہ لوگ جس کتاب پر فخر کیا کرتے تھے آج مارے شرم کے اس کو لوگوں کے سامنے لانے

---

[1] ''ابکاء المنن'' (۲۶) [2] مقدمہ ''معیار الحق'' (ص ف، ق)

کی جرأت نہیں کر رہے۔

زبیر علی زئی صاحب نے غلام مصطفیٰ ظہیر غیر مقلد کے ساتھ مل کر ''صلوۃ الرسول'' کی تحقیق وتخریج کی ہے تاکہ سندھو صاحب نے اس کتاب کے جو پول کھولے ہیں ان پر پردہ ڈالا جا سکے لیکن یقین جانیے ان دونوں صاحبین کی یہ ساری کاوش محض تنکوں کے سہارے بحر بیکراں عبور کرنے کے مترادف ہے۔

کتاب ''صلوۃ الرسول'' جسکا مقصد ''غیر مقلدین'' کی نماز کو سنت کے مطابق اور احناف کی نماز کو سنت کے مخالف ثابت کرنا تھا کے مصنف کے ضعیف روایات نقل کرنے پر پردہ ڈالتے ہوئے زبیر علی صاحب عجیب انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> حکیم صاحب رحمہ اللہ معذور ہیں انہوں نے حسب استطاعت ان احادیث کو باحوالہ نقل کیا ہے۔ تخریج احادیث اور تحقیق نصوص کا اُن کے دور میں عام رواج نہیں تھا۔ اب الحمدللہ کتب احادیث کی کثرت اور نایاب کتابوں کے منظرِ عام پر آنے کی وجہ سے تحقیق کرنا بہت آسان ہوگیا ہے۔
>
> فضائل اعمال میں ضعیف احادیث کا لے آنا صرف حکیم محمد صادق رحمہ اللہ پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ دیوبندیوں و بریلویوں کے مستند علماء اور حنفی فقہاء نے اپنی تصانیف کو ضعیف بلکہ موضوع روایات سے بھر رکھا ہے۔ مثلاً شیخ زکریا سہارنپوری صاحب کی کتاب ''فضائل اعمال'' وغیرہ [1]

علمائے دیوبند پر الزام لگاتے ہوئے زبیر علی زئی کو شرم آنے چاہئے جب اپنے پر بنتی ہے تو علمائے دیوبند یاد آتے ہیں۔

جرأت اور اظہار حق کا تو تقاضا تھا کہ زبیر علی زئی صاحب برملا اعلان کرتے کہ مصنف ''صلوٰۃ الرسول'' نے ضعیف احادیث کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے اور ضعیف غیر ثابت

---

[1] ''تسہیل الوصول الیٰ تخریج صلوٰۃ الرسول'' ص ۱۹ مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، لاہور)

شدہ روایات کو ''صلاۃ الرسول'' کا نام دیکر نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء کیا ہے اس لیے اس کتاب کو نہ پڑھا جائے اور ہم اپنے غیر مقلدین کو چھوڑ کر نیا مذہب مرتب کرتے ہیں۔ جو ان کے روزانہ کے پروگرام میں شامل ہے، مگر علمائے دیوبند کی دشمنی نے زبیر علی زئی کو اندھا کر دیا اس کے بجائے ضعیف احادیث کی کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' کے متعلق لکھتے ہیں:

انہوں نے تین درجن (۳۶) سے زاہد کتابیں لکھیں جن کے بیسیوں ایڈیشن نعمانی کتب خانہ لاہور سے شائع ہو چکے ہیں۔ اُن کتابوں کو اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث بنایا۔ ہزار ہا لوگ ان کی تصانیف پڑھ کر کاروان عمل بالحدیث میں شامل ہو گئے۔ پاکستان، ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب اور یورپ میں بھی ان کی کتابیں پڑھی گئیں اور پڑھی جا رہی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ عصر حاضر میں مولانا صادق سیالکوٹی کی کتابیں مسلک کے فروغ کے لئے نسخہ کیمیا کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کا یہ صدقہ جاریہ قیامت تک باقی رہے گا۔ (انشاءاللہ)

آپ کی پیاری کتابوں سے عامۃ المسلمین کو بے حد فائدہ پہنچا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ اِن کتابوں میں ایک شہرہ آفاق کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' ﷺ ہے [۱]۔

زبیر علی زئی نے ''صلوۃ الرسول'' کی ضعیف احادیث کو محض جھوٹے بہانوں سے ''حسن لغیرہ'' قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ خود زبیر علی زئی صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ

قول راجح میں حسن لغیرہ روایت ضعیف ہی ہوتی ہے [۲]۔

---

۱ ''تخریج صلوٰۃ الرسول'' ص ۱۷، ۱۸، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور (۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) ۲ الحدیث'' (ص ۱۶، ۱۴)

جن لوگوں کے اپنے دلائل کا یہ حال ہے وہ فقہ حنفی کے مضبوط دلائل میں شگاف ڈالنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں۔ ؎

بت کریں آرزو کبریائی کی
کیا شان ہے تیری کبریائی کی

لطیفہ: زبیر علی زئی صاحب نے دیوبندیوں کی نماز سنت کے مخالف ثابت کرنے کے لئے جو دو تین مسائل ذکر کیئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ

''سورج کے انتہائی زرد ہو جانے کے بعد یہ عصر کی نماز پڑھتے ہیں'' [1]۔

حالانکہ یہ ان کا سراسر بہتان ہے کیونکہ علمائے دیوبند اور احناف کے نزدیک سورج کے انتہائی زرد ہو جانے کی صورت میں عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ان کی تمام مساجد میں عصر ہمیشہ مسنون وقت میں پڑھی جاتی ہے۔

اور پھر زبیر علی زئی صاحب اپنے مؤقف کے ثبوت میں ''صحیح مسلم'' کی ایک حدیث پوری ذکر کرنے کی بجائے اپنا خود کشیدہ خلاصہ پیش کیا ہے کہ:

''ایک صحیح حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر (صحیح العقیدہ) امراء (حکمران) نمازیں لیٹ کر کے پڑھیں تو اپنی نماز اول وقت میں پڑھ لینی چاہیئے''۔الخ [2]۔

علمائے دیوبند کی کرامت دیکھئے کہ زبیر علی زئی صاحب نے حدیث کا یہ خلاصہ علمائے دیوبند کو غلط العقیدہ ثابت کرنے کے لئے لکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے خود ان ہی کے قلم سے علمائے دیوبند کو صحیح العقیدہ ہونا ثابت کردیا۔ وہ اس طرح کہ علی زئی صاحب نے خود قوسین (بریکٹ) کے اندر صحیح العقیدہ لکھ دیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص لیٹ کر کے بھی نماز پڑھے تو پھر بھی وہ صحیح العقیدہ ہے۔

اب علمائے دیوبند کے اہل حق ہونے پر اس سے بڑی دلیل اور کیا چاہیئے؟۔

---

[1] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۲۹) [2] ایضاً (ص ۲۹)





## ﴿۱۴﴾ علمائے دیوبند پر قرآن وحدیث کی غلط تاویلات اور تحریفات کا الزام

زبیر علی زئی نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر علمائے دیوبند پر یہ الزام تراشی کی ہے کہ یہ لوگ قرآن وسنت کی غلط تاویلیں کرتے ہیں اور تحریفات کے مرتکب ہیں[1]۔

اس دعوای پر انہوں نے بزعم خود دو دلیلیں پیش کی ہیں۔(۱) یہ حضرات آیت کریمہ: ''فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ '' سے مذاہب اربعہ میں سے ایک مذہب کی کی تقلید کا وجوب ثابت کرتے ہیں حالانکہ اس آیت کریمہ سے سلف صالحین میں سے کسی نے یہ استدلال نہیں کیا اور نہ سوال کرنا تقلید کہلاتا ہے۔(۲) (شیخ الھند) مولانا محمود حسن دیوبندی صاحب نے تقلید کا وجوب ثابت کرنے کی کوشش میں قرآن کریم میں تحریف کر دی ہے۔ موصوف مذکور اپنے قلم سے لکھتے ہیں کہ:

> یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔(ایضاح الادلہ ص ۹۷ طبع ۱۳۳۰ھ مطبع قاسمی مدرسہ دیوبند باہتمام حبیب الرحمٰن)
>
> ''والی اولی الامر منکم کے اضافے کے ساتھ یہ آیت پورے قرآن میں کہیں موجود نہیں ہے یہ اضافہ محمود الحسن دیوبندی نے تقلید شخصی کو واجب قرار دینے کے لئے گھڑا ہے[2]۔

---

[1] ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' (ص ۲۹) [2] ایضاً (ص ۳۱)

زبیر علی زئی کی ان دونوں دلیلوں کا جواب ملاحظہ کریں۔

## علمائے دیوبند پر قرآن وحدیث میں غلط تاویل کرنے کے الزام کا جواب

(۱) علی زئی کے اعتراض کی پہلی دلیل کا جواب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کے اپنے قلم سے ذکر کیا جائے، چنانچہ خود علی زئی نے علامہ خطیب بغدادیؒ اور حافظ ابن عبدالبرؒ کے حوالے ذکر کیئے ہیں جن میں ان ہر دو ائمہ نے مذکورہ آیت سے عامی یعنی جو اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا کے لئے تقلید کو جائز اور واجب قرار دیا ہے۔

ذیل میں ان دونوں ائمہ کی عبارات کا ترجمہ زبیر علی زئی کے قلم سے ملاحظہ کریں، موصوف لکھتے ہیں:

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے لکھا ہے کہ: تقلید جس کے لئے جائز ہے وہ ایسا عامی ہے جو شرعی احکام کے دلائل نہیں جانتا، اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عالم کی تقلید کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (علماء) سے پوچھ لو۔ (الفقیہ والمتفقہ ۲/ ۶۸)

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

یہ سب (تقلید کی نفی) عوام کے علاوہ (یعنی علماء) کے لئے ہے۔ رہے عوام تو ان پر مسئلہ پیش آنے کی صورت میں ان کے علماء کی تقلید ضروری ہے۔ کیونکہ انہیں دلیل معلوم نہیں ہوتی اور عدمِ علم کی وجہ سے وہ اس کے فہم تک نہیں پہنچ سکتے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ۲/ ۱۱۴، الرد علیٰ من اخلد الی الارض ص ۱۲۳ [1])

پھر حافظ ابن عبدالبرؒ نے اس کی دلیل میں مذکورہ آیت کو ذکر کیا ہے [2]۔

علی زئی نے اگرچہ مذکورہ بالا بیانات کی وجہ سے علامہ خطیبؒ اور حافظ ابن بدالبرؒ پر تنقید کی ہے، لیکن ان جبال علم کے مقابلے میں زبیر علی زئی جیسے اناڑی کی تردید کیا وقعت رکھتی ہے؟

---

[1] ''دین میں تقلید کا مسئلہ'' (ص ۴۴) [2] ''جامع بیان العلم'' (۲/ ۱۱۵)

نیز مفسر قرآن علامہ آلوسیؒ (جن کو مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ غیر مقلد نے بڑے پائے کے مفسر قرار دیا ہے [1]) نے بھی اس آیت سے مسئلہ تقلید کا وجوب ثابت کیا ہے، اور اس کی تائید میں امام سیوطیؒ کا حوالہ بھی ذکر کیا ہے [2]۔ اب یہ تمام اہل علم اس آیت سے تقلید (جو تقلید شخصی اور تقلید مطلق دونوں کو شامل ہے) کا وجوب وجواز ثابت کررہے ہیں، اور سوال کرنے کو تقلید سے تعبیر کررہے ہیں۔ لیکن زبیر علی زئی ان سب حوالوں سے دانستہ چشم پوشی کر کے علمائے دیوبند پر یہ جھوٹا اور من گھڑت الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے اس آیت سے تقلید شخصی ثابت کر کے قرآن میں معنوی تحریف کر دی ہے، اور علمائے دیوبند سے پہلے کسی نے اس سے تقلید کا مسئلہ کشید نہیں کیا۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اس کیا لکھے

## حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ پر آیت قرآنی میں تحریف کرنے کے الزام کا جواب

(۲) علی زئی وغیرہ غیر مقلدین حضرت شیخ الھند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ پر جو تحریف کا الزام لگاتے ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے محقق اہل سنت حضرت علامہ حبیب اللہ ڈیروی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

> حضرت شیخ الھند نے غیر مقلدین کے خلاف بہترین عظیم ضخیم لاجواب کتاب ''ایضاح الادلہ'' لکھ کر غیر مقلدین کو دم بخود کر دیا۔ اب غیر مقلدین حضرات نے ایک آیت جو کاتب کی غلطی سے لکھی گئی تھی اس کو اچھالا اور تحریف کا الزام لگا کر اپنے غصہ کی بھڑاس نکالی حالانکہ غیر مقلدین کے بزرگوں کی کتابوں میں کئی آیات غلط لکھی ہوئی موجود ہیں۔ نواب صدیق حسن خان کی کتاب ''الروضۃ الندیہ'' مثلاً ص ۱۳۵، ۱۴۵، ۱۵۵، ۱۵۶، ۲۴۲، ۳۰۸۔ مطبع علوی ہند، ''نزل الابرار'' مثلاً ص ۳۳، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۳، ۲۲۵، ۲۵۱ وغیرھما کتابیں دیکھ لیں۔

---

[1] ''واضح البیان'' (ص ۵۵۵) [2] ''تفسیر روح المعانی'' (۱۴/۱۴۸)





مولانا ارشاد الحق اثری کی کتاب توضیح الکلام ملاحظہ کریں۔اس میں کئی آیات قرآنیہ غلط لکھی ہوئی موجود ہیں۔اثری صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھو الا ذکری للذاکرین۔"توضیح الکلام" (ص ۲۰۱، ج ۲)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ آیت قرآنی موجود نہیں۔ہم غیر مقلدین حفاظ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ یہ آیت قرآن مجید سے ڈھونڈیں تاکہ اثری صاحب پر قرآن مجید کی آیت نئی گھڑنے کا الزام رفع کیا جا سکے۔

مولانا حافظ محمد گوندلوی غیر مقلد مولانا اثری صاحب کے استاذ صاحب لکھتے ہیں: اس میں کیا شبہ ہے کہ کاتب معصوم نہیں ہوتے غلطیاں کرتے ہیں حدیث کی کتابیں تو کیا قرآن مجید کے لکھنے میں غلطیاں ہوتی ہیں۔"خیر الکلام" (ص ۳۴۴)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن نے یہ آیت اپنی اسی کتاب "ایضاح الادلہ" میں صحیح بھی لکھی ہے: قاضی کا بحکم آیت "اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" نائب خداوندی ظاہر اور حقیقت شناسان معانی کے نزدیک ارشاد واجب الانقیاد[۱]۔

تو اس مقام پر صحیح کیوں لکھی ہے۔اگر تحریف کا ارادہ ہوتا تو یہاں بھی تحریف کرتے۔اللہ تعالیٰ ظالم و بدمعاش غیر مقلدین کو معاف نہیں کرے گا[۲]۔

دراصل غیر مقلدین کا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ و دیگر اکابرین دیوبند کے خلاف تحریف کے الزامات لگانا "چور مچائے شور چور چور" کا مصداق ہے۔کیونکہ خود یہ لوگ انگریز کے زمانہ سے اسی کے اشارہ سے قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور عبارات اکابر میں تحریفات کرتے چلے آرہے ہیں۔

علامہ حبیب اللہ ڈیروی صاحب نے اپنی کتاب "تنبیہ الغافلین علی تحریف

---

[۱] "ایضاح الادلہ" (ص ۲۵۶) [۲] "تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین" (ص ۵۵)

الــغــالـين ‘‘میں ان کی تحریفات کی خوب نقاب کشائی کی ہے۔ یہ کتاب قابل دید ولائق مطالعہ ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

قارئین: حافظ زبیر علی زئی نے علمائے دیوبند (کثرھم اللہ سوادھم) کو بدعتی ثابت کرنے کے لئے جو الزامات لگائے ہیں ان کی حقیقت آپ نے ملاحظہ کرلی، اور آپ پر یہ حقیقت بھی اچھی طرح واضح ہوگئی کہ جن الزامات کی وجہ سے علی زئی صاحب نے علمائے دیوبند کو بدعتی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے وہ خود ان کے اپنے مسلمہ اکابرین میں مع المزید پائے جاتے ہیں۔ لھذا اگر ان کے زعم میں علمائے دیوبند بدعتی ہیں تو پھر زبیر علی زئی اصول کی روشنی میں ان کے اپنے اکابر سب سے بڑے بدعتی ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مسلک اہل السنّت والجماعت پر قائم رکھے اور تمام اہل فتن کے شرور سے ہماری حفاظت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ برحمتک یاارحم الراحمین۔

# اہل حدیث زبیر علی زئی کے پیچھے نماز کا حکم

الحمدللہ گزشتہ صفحات میں تفصیل سے وضاحت کردی گئی کہ اہل حدیث زبیر علی زئی غیر مقلد نے طائفہ منصورہ اہل السنت والجماعت علمائے دیوبند کی اقتداء میں نماز نہ ہونے کا جوفتویٰ لگایا ہے وہ الزامِ محض ہے اور علمائے دیوبند کے ذمہ جو عقائد لگائے یا علمائے دیوبند کے قرآن وسنت پرمبنی جن عقائد کو غلط قرار دیا وہ زبیر علی زئی کا افتراء ہے۔اب ذرا زبیر علی زئی کے پیچھے نماز کا حکم خود آں موصوف کے استاذِ عالی شان کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

زبیر علی زئی نے بزعمِ خود اپنے اساتذہ میں سید بدیع الدین شاہ مرحوم (م۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء) پیر جھنڈا (سندھ) کا نام بھی لکھا ہے[1]۔

زبیر علی زئی سید بدیع الدین راشدی مرحوم کے متعلق لکھتے ہیں:

شاہ صاحب کی تعریف وتوثیق پرتمام علمائے حق کا اتفاق ہے اور آپ فی الحقیقت ثقہ، امام، متقن تھے، مولانا محِبُّ اللہ شاہ راشدی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: "ثقہ" مولانا محمد صدیق بن عبدالعزیز سرگودھوی نے فرمایا: "عالم محقق" میں نے مدینہ میں محمد بن ہادی المدخلی سے ان کے گھر میں یہ فرماتے ہوئے سنا: "ماسمع عنه الا خير "ہم ان کے بارے میں خیر ہی سنتے ہیں۔صالح بن نافع الحربی المدنی نے کہا: "صاحب سنه من أهل الحديث ونفع اللّٰه به "آپ اَہل حدیث میں سے صاحب سنت تھے،اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے لوگوں کو نفع پہنچایا ہے۔(الو السبیل فی میزان الجرح والتعدیل ص۲۶۔[2]

ابو جبیر محمد اسلم سندھی سید بدیع الدین شاہ راشدی مرحوم کے متعلق لکھتے ہیں۔

---

[1] الحدیث ۱۹/ ۳۸ نمبر تلامذہ میں نمبر ۲۸۔ [2] مجلہ بحر العلوم ۹ ر ۲۰ ۲۱ مضمون زبیر علی زئی۔

''شاہ صاحب ایک ثقہ امام، علم وفقہ کے بحر، تقویٰ وورع کے پیکر ایک عظیم محدث اور عصر حاضر میں محدثین کرام کے صحیح جانشین، بے باک حق گو، کردار وگفتار میں یکساں، اتباع السنۃ اور عقیدۃ السلف کے لیے غیور، ایک عظیم استاذ، مصلح اور داعی تھے[1]۔

یہی سندھی موصوف لکھتے ہیں:

''شیخ العرب والعجم علامہ سید بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمہ اللہ عصرِ قریب میں بلاشبہ سلفیت اور توحید وسنت کے بہت بڑے امام اور داعی تھے[2]۔

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کی تصانیف میں ایک کتاب ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے'' بھی ہے[3]۔

سید بدیع الدین شاہ راشدی نے اس رسالہ میں احناف اور خاص کر علمائے دیوبند رحمہم اللہ کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ لکھا کہ ان کی اقتداء میں نماز نہیں ہوتی۔ زبیر علی زئی غیر مقلد کا رسالہ ''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم'' بھی اپنے استاذ کے اس رسالہ کا چربہ ہے۔ جس طرح ہر باطل علمائے دیوبند کو اپنا مقابل سمجھتا ہے اسی طرح غیر مقلدین کا یہ ٹولہ بھی اپنے لیے سب سے زیادہ خطرہ علمائے دیوبند کو سمجھتے ہوئے ہمیشہ انہیں تنقید کا نشانہ بناتے رہے ہیں۔ مگر پنجابی ضرب المثل ہے ''رب رُسے تے مت کھسے'' (جب رب تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو عقل جاتی رہتی ہے)۔ ان کی بھی یہی حالت ہے زبیر علی زئی نے بھی اپنے مزعومہ استاذ کے رسالہ کا چربہ اتارتے وقت یہ خیال نہ کیا کہ استاذ نے جو تیر علمائے دیوبند پر چلایا ہے، علمائے دیوبند کو تو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھنا ہی تھا خود شاگرد اس کا شکار ہو گیا۔

سید بدیع الدین شاہ راشدی نے اپنے رسالہ ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے'' میں احناف کی اقتداء

---

[1] ''الحدیث'' ۱۹/۳۳۔ [2] ''الحدیث'' ۳۹/۱۲۔ [3] ''الحدیث ۱۹/۴۱'' مجلہ بحر العلوم ۹/۲۰۷ مضمون زبیر علی زئی۔

میں نماز نہ ہونے کی وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ احناف نماز نہ پڑھنے والے کو کافر نہیں کہتے سید صاحب لکھتے ہیں:

''اور اسی عقیدہ کی بنا پر وہ (احناف) ترک الصلوٰۃ کو کفر نہیں کہتے''[۱]۔

''ان عبارات سے روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین عظام رحمھم اللہ اور آئمہ حدیث رحمھم اللہ ترک الصلوٰۃ کو کفر کہنے پر متفق ہیں''[۲]۔

زبیر علی زئی اپنے مزعومہ استاذ کے برعکس تارک الصلوٰۃ کو کافر نہیں کہتا ملاحظہ ہو:

''اس سلسلے میں ایک بڑا مسئلہ ترکِ صلوٰۃ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تارک الصلوٰۃ کافر ہے اور بعض اسے فاسق فاجر کہتے ہیں۔ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے ''کتاب الصلوٰۃ'' میں فریقین کے دلائل جمع کر دیئے ہیں محدث البانی رحمہ اللہ اور بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ: تارک الصلوٰۃ کافر نہیں۔[۳]

زبیر علی زئی کے معتمد فضل اکبر کاشمیری نے احادیث میں جن امور پر وعید کفر ہے اور وہاں وعید کفر کی تاویل کرتے ہوئے فتوی کفر نہیں لگایا جاتا ان امور میں ترک صلوٰۃ کو بھی شمار کیا ہے[۴]۔

اور ان امور پر تکفیر کو خطرناک قرار دیتے ہوئے اسے پرانی بیماری، یہودیت کی سازش، قومِ یہود کی باقیات، روافض، خوارج اور تنگ نظری کا شاخسانہ قرار دیتے ہوئے[۵] لکھا ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گو بعض اعمال پر کفر کا اطلاق فرمایا ہے مگر اہل علم نے ان اعمال کے مرتکب پر کفر کا فتوی نہیں لگایا[۶]۔

زبیر علی زئی نے لکھا ہے کہ:

---

[۱] ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے ص ۳۲''۔ [۲] ''امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے ص ۳۶''۔

[۳] ''الحدیث'' ۳۳/۹۔ [۴] ''الحدیث'' ۳۴/۱۹ ''ایضا'' ۳۴/۲۱،۲۲۔ [۵] ایضا ۳۴/۲۱۔ [۶] ایضا ۳۴/۲۱۔





"ماہنامہ الحدیث" میں ہر تحریر سے ادارے کا متفق ہونا ضروری ہے اور اختلاف کی صورت میں صراحتاً یا اشارۃً وضاحت کر دی جاتی ہے [1]۔

زبیر علی زئی نے سید بدیع الدین شاہ راشدی کے تذکرہ میں ان سے تارک الصلوٰۃ کو کافر قرار دینے پر کسی اختلاف کا کوئی ذکر نہیں کیا، جب کہ سید بدیع الدین شاہ راشدی صاحب کے دوسرے بھائی اور مزعومہ استاذ سید محب اللہ راشدی کے تذکرہ میں زبیر علی زئی نے ان سے اپنے اختلاف، کبھی ان کی تقلید اور کبھی، اپنے رجوع سب کو لکھا ہے [2]۔

یہ اس کا واضح ثبوت ہے کہ سید بدیع الدین شاہ راشدی سے تارک الصلوٰۃ کر کافر نہ کہنے والے کی اقتداء میں نماز نہ ہونے کے فتویٰ کے انتساب کو زبیر علی زئی تسلیم کرتے ہیں اور سید بدیع الدین شاہ راشدی کے فتویٰ کے مطابق زبیر علی زئی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

؎ ناطقہ سر بگریباں اسے کیا کہیے

اب زبیر علی زئی کے مذعومہ استاذ جسے انھوں نے 'ثقہ' امام 'متقن'، علم وفقہ کے 'بحر' تقویٰ وورع کے پیکر، 'عظیم محدث اور عصر حاضر میں محدثین کے صحیح جانشین۔

جیسے القابات سے نوازتے ہوئے تحقیق الرجال کے اپنے وضعی (گھڑنتو) اصول کے مطابق ثقہ (درست) ثابت کرلیا ہے ان کے فتویٰ کے مطابق ال حدیث زبیر علی زئی غیر مقلد کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اب زبیر علی زئی کے لیے دو ہی راستے ہیں۔

۱:۔ اپنے استاذ عالی مقام کے فتویٰ کو تسلیم کرتے ہوئے گزشتہ تقریباً تیس سالوں کی اپنی نمازیں لوٹائیں اور فکر آخرت اگر ہے تو اس کا خیال کرتے ہوئے ایک اشتہار کے ذریعہ اپنے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کو لوٹانے کا اعلان شائع کریں۔

۲:۔ اگر زبیر علی زئی کو اپنے استاذ علی مقام کا فتویٰ تسلیم نہیں تو ان کی ساری زندگی کی نمازوں کا کفارہ جو ان کے مذہب میں ہے اس کا انتظام کریں اور اس امام عالی مقام کے پیچھے جو لوگ اپنی نمازیں

---

[1] ایضاً ۴۴/۴۳۔ [2] "الحدیث" ۳۵/۲۔

برباد کر چکے ہیں انہیں بھی اپنے مذہب کے موافق کوئی راستہ دکھائیں۔

ہاں!

ایک تیسرا راستہ بھی۔ہے کہ ائمۃ کرام رحمھم اللّٰہ کی تقلید چھوڑنے سے اپنے اس انجام سے عبرت پکڑیں ا۔ئمۃ کرام رحمھم اللّٰہ کی تقلید اختیار کرتے ہوئے سلف کے اتباع میں اپنی اور اپنے دوستوں کی آخرت سنواریں، اور اپنے رب تعالیٰ کی رضا حاصل کریں ورنہ آپ کی یہ حالت ہے کہ:

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم　　　نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

پرستان زبیر علی زئی کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ اہل حدیث زبیر علی زئی اور ان کے استاذ عالی مقام کے آپس میں ان متضاد فتوں کو دیکھتے ہوئے اس انجام سے عبرت حاصل کریں اور مقبولان بارگاہ خداوندی سے عناد، بغض اور ان کی دشمنی سے رب تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوتے ہوئے اپنی دنیا، آخرت برباد نہ کریں۔

ائمۃ کرام رحمھم اللّٰہ کی تقلید چھوڑنے، اسلاف کا اتباع ترک کرنے اور اولیاء اللہ کی بے ادبی کا انجام یہ ہے کہ استاذ و شاگرد دونوں نے اولیاء اہل السنّت علمائے دیوبند کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے جو تیر چلایا اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے خدمت گاروں کو محفوظ رکھا اور ایک ہی جرم میں ملوث استاذ، شاگرد دونوں ایک دوسرے کے وار کا شکار ہو گئے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَار

## زبیر علی زئی صاحب کی خدمت میں ایک مخلصانہ گذارش

الحمدللہ گذشتہ صفحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ:

﴿۱﴾ اکابر اہل السنّت والجماعت علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ کے عقائد قرآن وسنت کی روشنی میں اسلاف اہل السنّت ہی کے عقائد ہیں۔

﴿۲﴾ اس لئے علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول مقبول نمازوں میں سے ہے۔

﴿۳﴾ زبیر علی زئی نے جن حضرات کو اپنے اساتذہ میں شمار کیا ہے انہوں نے اور ان کے ممدوحین نے بھی ان مسائل میں جن پر زبیر علی زئی کو اعتراض ہے علمائے دیوبند کے نظریہ سے بھی پرزور الفاظ میں یہی اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔

﴿۴﴾ زبیر علی زئی کے اپنے مذعومہ استاذ کے فتوی کے مطابق خود حافظ زبیر علی زئی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

اس لئے !

﴿۱﴾ زبیر علی زئی نے بدعتی ہونے کا جو فتوی علمائے دیوبند رحمھم اللہ تعالیٰ پر لگایا ہے اس سے پرزور فتوی اپنے اساتذہ اور ممدوحین غیر مقلدین اور خود اپنے آپ پر لگائے۔

﴿۲﴾ اپنی نمازیں لوٹاتے ہوئے اپنے مقتدیوں سے بھی نمازیں لوٹائے کہ جن نظریات پر وہ تنقید کرتا ہے خود ان نظریات کے حاملین کا مدح خواں ہے۔

﴿۳﴾ اپنے مذعومہ استاذ کے فتوی کے مطابق اپنی گذشتہ تمام نمازیں لوٹائے اور اپنے پیچھے نمازیں پڑھنے والوں میں بھی اس کا اعلان کرے۔

﴿۴﴾ اپنے اسلاف پر بدعت کا فتوی لگاتے ہوئے اپنے نئے مذہب کا اعلان کرے کہ ان کے ہاں نئی نئی تحقیق پر صبح شام مذہب بدلنا قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنے بے لگام غیر مقلدین کو یہ محقق کہتے ہیں جو اکابر سے اپنا راستہ جدا کرتے ہوئے تحقیق کے نام پر لوگوں کو اپنی تقلید کی دعوت دیتے ہیں۔

اور اگر

یہ نہ ہو سکے تو ان اکابر، اسلاف اور مخلص خادمان دین پر تنقید و تشنیع کے جو نشر زبیر علی زئی نے چلائے ہیں رب تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے اعلان توبہ شائع کر کے دیاوا خرت میں سرخ روئی حاصل کرے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

# رکعاتِ تراویح ایک تحقیقی جائزہ

مؤلفہ

حضرت مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی دامت برکاتہم

ایک جامع دستاویز جس میں قرآن وسنّت، زمانہ خیر القرون اور اسلافِ امت کے مضبوط دلائل اور ناقابلِ تردید حقائق سے بیس رکعات نمازِ تراویح کا سنّت مؤکدہ ہونا ثابت کیا گیا ہے۔

بیس رکعات کے علاوہ آٹھ رکعات وغیرہ پر پیش کیے جانے والے دلائل کا خود غیر مقلّدین کے مسلّمہ اکابر اور بنیادی مآخذات سے جواب دیا گیا ہے۔ نیز ایات، احادیث، اثار اور کتب اسماء الرجال کے مضبوط دلائل سے غیر مقلّدین کے لیے مُسکِت جوابات اور قابلِ دید معلومات۔

ناشر: مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، زاہد آباد، حضرو، اٹک۔

فون: 0572-311400

# مسنون نمازِ تراویح

مؤلفہ

حضرت مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی دامت برکاتہم

بیس رکعات نمازِ تراویح کے مسنون ہونے اور نمازِ تہجد اور نمازِ تراویح کے الگ الگ دو نمازیں ہونے پر ایک جامع مأخذ جس میں قرآن وسنت اثار صحابہ ؓ اور ائمہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے مضبوط دلائل سے غیر مقلدین کے اپنے مسلمات کی روشنی میں لاجواب مباحث پیش کیے گئے ہیں۔

ناشر: مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، زاہد آباد، حضرو، اٹک۔

فون: 0572-311400

# چہل حدیث مسائل نماز

مؤلفہ

حضرت مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی دامت برکاتہم

حضور نبی کریم حضرت سیدنا محمد ﷺ سے ثابت نماز کے چالیس مسائل پر منتخب چالیس احادیث مبارکہ عربی متن، اردو ترجمہ اور آسان مختصر تشریح کے ساتھ

☆

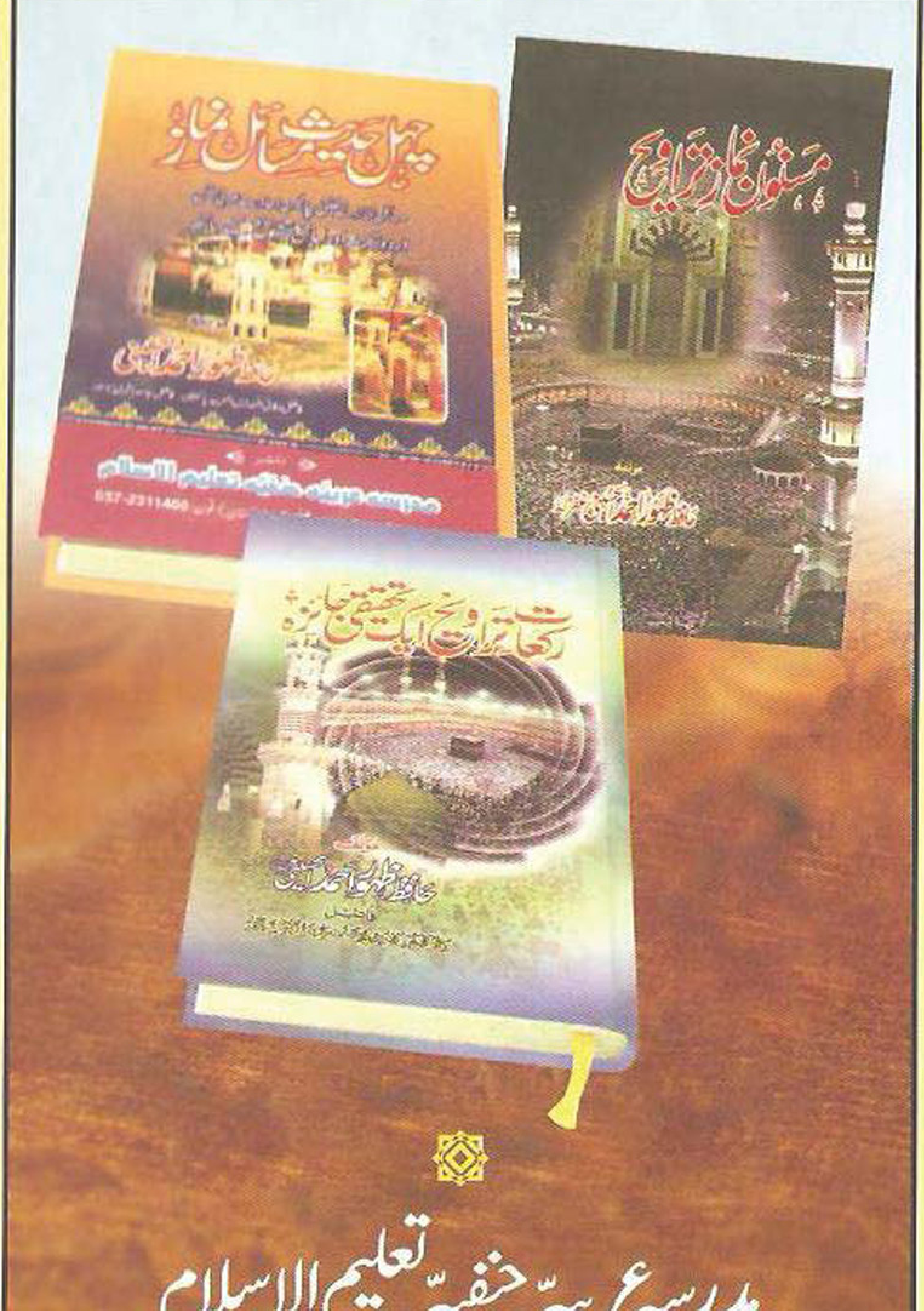
رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ احناف کے طریقہ نماز پر غیر مقلدین کے اعتراضات اور احادیث مبارکہ پر ان کے شکوک وشبہات کا خود ان کے اپنے اکابر اور مسلمہ مأخذات سے جواب۔

☆

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت اور فقہ حنفی کے قرآن وسنت سے مأخوذ ہونے پر ایک جامعہ مقدمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

ناشر: مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، زاہد آباد، حضرو، اٹک۔

فون: 0572-311400



چہل حدیث مسائل نماز
057-2311400
مسنون نماز تراویح
رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ